اسرارِ خودی

فارسی اشعار کا منظوم ترجمہ

از اقبال رح

مترجم عبدالرشید فاضل

اقبال

اسرارِ خودی

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

مترجم

عبدالرشید فاضل

تعارف

کسی دوسری زبان کے مضامین و مطالب کو کسی اور زبان میں منتقل کرنا نہایت دقت طلب امر ہے۔ خصوصاً جب کہ مضامین فلسفیانہ نازک خیالی کے ساتھ زبان شعر میں ادا ہوئے ہوں اور اس کا ترجمہ بھی شعروں میں کیا جا رہا ہو تاہم فاضل مترجمین نے علامہ اقبال کی معرکۃ الآراء تصنیف اسرار و رموز کا منظوم ترجمہ پیش کر کے ایک اہم کام انجام دیا ہے۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی کتاب اسرار و رموز کا فارسی زبان سے اردو میں یہ ترجمہ ہمارے اشاعتی پروگرام کی ایک اہم کڑی ہے۔ جو اقبال اکادمی پاکستان دانائے راز کے فکر و پیغام کی ترویج و تفہیم کے لیے کر رہی ہے۔ اقبال ہمارے قومی شاعر ہیں اور اردو ہماری قومی زبان ہے۔ چنانچہ اسرار و رموز جیسی اہم کتاب کا اردو میں ترجمہ ایک ناگزیر ضرورت تھی۔

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اسرار و رموز کے حصہ اسرار خودی کا ترجمہ جناب عبدالرشید فاضل اور رموز بیخودی کا ترجمہ جناب کوکب شادانی نے کیا ہے ہم اسے ایک ساتھ اس لئے شائع کر رہے ہیں تاکہ اسرار خودی، جو کہ خودی کے مفاہیم و مطالب کی توضیح اور رموزِ بیخودی جو کہ فلسفۂ خودی کی سماج میں اطلاقی کیفیت کی آئینہ دار ہے، کا تسلسل قائم رہے جس طرح شکوہ اور جواب شکوہ کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اس طرح رموز بیخودی کو بھی اسرار خودی سے الگ کرنے سے فکرِ اقبال کے اعجاز سخن سے استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔

ہمیں امید ہے کہ قارئین، نہ صرف ان تراجم کو پسند فرمائیں گے، بلکہ ان کے بارے میں اپنی رائے سے بھی ہمیں مطلع فرمائیں گے۔ تاکہ ان آراء کی روشنی میں خوب سے خوب تر کی کوشش کی جا سکے۔

ناشر

پیش لفظ

مثنوی "اسرارِ خودی" ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔ [illegible] کتاب ہے جو یورپ اور امریکہ
میں اقبال کی شہرت کا سبب بنی۔ ڈاکٹر نکلسن نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا تو ان ممالک میں
اس پر ریویو لکھے گئے اور اس طرح یورپ اور امریکہ کو اقبال کے افکار سے واقف ہونے کا
موقع ملا۔ اب تک اقبال ایک شاعر کی حیثیت سے مشہور تھے لیکن اس مثنوی کی اشاعت کے
کے بعد سے ان کو ایک فلسفی اور مفکر کی حیثیت سے دیکھا جانے لگا۔ اس لئے کہ اس مثنوی میں
allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram
انہوں نے اپنے "فلسفۂ خودی" کو ایسی دلنشیں ترتیب اور ایسے مفکرانہ انداز میں پیش کیا ہے
جو ایک شاعر کے اندازِ فکر سے بالکل مختلف ہے۔ شاعر کی فکر میں یہ ترتیب، یہ باقاعدگی
اور یہ استدلالی شان کہاں ہوتی ہے! انہوں نے خود بھی فرمایا کہ ؎

شاعری زیں مثنوی مقصود نیست ۔ بت پرستی، بت گری مقصود نیست
حسنِ اندازِ بیاں از من مجو ۔ خوان رو اصفہاں از من مجو!

یوں تو اقبال کے کلام میں فلسفیانہ خیالات کی اس قدر بہتات ہے کہ شاید ہی کسی دوسرے
شاعر کے ہاں ہو، پھر افکار کا یہ تنوع اور خیالات کی یہ گوناگونی تو اقبال کے سوا کہیں مل ہی نہیں
سکتی۔ مگر ان کی شہرت کو جس فلسفے نے پر پرواز لگائے وہ یہی فلسفۂ خودی ہے۔

بہرحال اس موقعے پر فلسفۂ خودی پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے۔ یہ چند سطریں بطور تمہید کے حوالۂ قلم کی ہیں۔ ترجمے کے بارے میں گذارش ہے کہ جب میں نے اسرار خودی کا مطالعہ کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ کتاب، اگرچہ مختصر ہے، مگر بڑی جامع ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان اسے پڑھیں اور سمجھیں بلکہ اس کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ اس خیال نے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ اس کا منظوم اردو ترجمہ کروں تاکہ یہ خیالات فارسی سے اردو میں منتقل ہونے کے بعد زیادہ سے زیادہ عام ہو سکیں۔ اس لئے کہ یہ خیالات ایسے ہی ہیں کہ ان کو قوم میں زیادہ سے زیادہ جاری و ساری ہونا چاہیے۔ لہٰذا یہ عام فہم اُردو زبان میں ترجمہ کیا۔ اگرچہ یہ دعویٰ کرنا کہ میں نے ترجمہ کا حق ادا کر دیا ہے بہت بڑا بول ہوگا۔ ویسے بھی بقول مولانا ظفر علی خاں مرحوم کے۔

"یہ حقیقت محتاج تشریح نہیں ہے کہ ایک زبان کی نظم کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں۔ جس طرح ایک قالب کی روح دوسرے پیکر میں نہیں پھونکی جا سکتی اس طرح ایک زبان کی نظم کو دوسری زبان کے قالب میں نہیں ڈھالا جا سکتا۔ کیونکہ اس طریقے سے زبان کی مقامی لطافت کا مزہ جاتا رہتا ہے۔"

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

تاہم اس میں بھی شک نہیں کہ یہ ترجمہ بھی جس وقت و کاوش سے ہوا ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ کئی دفعہ اس کام سے دستبردار ہو جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر جس نیت سے یہ کام شروع کیا گیا تھا وہ نیک تھی اور خود نمائی و طلب منفعت کے جذبے سے پاک اس لئے توفیقِ الٰہی نے ساتھ نہ چھوڑا اور جس قلم نے بسم اللہ لکھی تھی آخر اسی نے تمّت تک لکھ کر دم لیا۔

فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کرنا اور پھر نظم کا نظم میں اس لئے بھی مشکل ہے کہ فارسی کا ایک فقرہ کبھی کبھی ایک پوری عبارت کا مضمون ادا کر دیتا ہے، ایک مصرع میں بعض اوقات معانی و مطالب

کی ایک دنیا آباد ہوتی ہے۔ اردو میں یہ بات کہاں! اس کے علاوہ زبانِ فارسی کی شیرینی اور خیالات عالیہ کے بیان کرنے کی قابلیت بھی مسلّمہ ہے جیساکہ خود اقبال فرماتے ہیں ۔

گرچہ ہندی در عذوبت شکر است ۔ طرزِ گفتار دری شیریں تر است
فکرِ من از جلوہ اش مسحور گشت ۔ خامۂ من شاخ نخل طور گشت
پارسی از رفعتِ اندیشہ ام ۔ درخورد با فطرت اندیشہ ام

پس ان گوناگوں مشکلات کے ہوتے ہوئے اگر ترجمہ میں وہ دلربائی نظر نہ آئے جو اصل کے ایک حرف میں موجود ہے تو مجھے معذور سمجھا جائے ۔

ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا ہے ۔ اور اس بات کی کوشش کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے اصل کتاب کے الفاظ اور فقروں ہی سے ترجمہ کیا جائے ۔ اس کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ جو تاثیر حضرت علامہ کے الفاظ میں ہے وہ دوسرے الفاظ میں نہیں ہو سکتی ۔ دوسرا یہ کہ ان افکار عالیہ کے بیان کرنے کی قابلیت بھی جو ان الفاظ میں ہے دوسرے الفاظ میں کیونکر ہو سکتی ہے کہ یہ الفاظ ایک مفکر کے علم و مشاہدہ اور تفحص کا نتیجہ ہیں ۔ ہاں ایک بات میں نے اپنی طرف سے کی ہے وہ یہ کہ اسرارِ خودی کی بحر کے بجائے ایک رکن کے اضافے سے ایک دوسری ہی بحر میں ترجمہ کیا ہے ۔ اس سے یہ آسانی ہو گئی کہ ایک شعر کا ترجمہ ایک ہی شعر میں ہو گیا ۔ البتہ جہاں زبان نے ساتھ نہیں دیا اور فارسی الفاظ اور محاورات کا اردو میں مترادف لفظ اور محاورہ مل گیا تو اصل الفاظ کے چھوڑ دینے میں بھی تامل نہیں کیا ہے ۔ ان تمام رعائتوں ، احتیاطوں اور امکانی کوششوں کے باوجود بھی اس بات کا مکرر اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے جواہر گراں بہا کے پہلو میں خزف ریزوں کو جگہ دی ہے اور جام جہاں نما کے مقابلے میں جام سفال کو پیش کیا ہے اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ گہ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم ۔

سید عبدالرشید فاضل
جون ۱۹۷۶ء

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

فہرس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	ترجمہ	۱	۱۱	اسماء علی مرتضیٰ رض الخ	۴۶
۲	تمہید	۲	۱۲	حکایت ایک نوجوان مروزی	۵۱
۳	اس بیان میں کہ نظام عالم الخ	۱۱		کی الخ	
۴	اس بیان میں کہ حیات خودی الخ	۱۴	۱۳	حکایت اس پرندے کی الخ	۵۴
۵	اس بیان میں کہ خودی جب عشق و محبت		۱۴	حکایت الماس و زغال	۵۶
۶	الخ		۱۵	شیخ و برہمن کی حکایت الخ	۵۸
۷	اس معنی میں کہ نفی خودی کا الخ	۳۰	۱۶	میر نجات نقش بند کی نصیحت الخ	۶۵
۸	مرحلۂ اوّل اطاعت	۳۹	۱۷	الوقت سیف	۷۱
۹	مرحلۂ دوم۔ ضبط نفس	۴۱	۱۸	دعا	۷۷
۱۰	مرحلۂ سوم۔ نیابت الٰہی	۴۳			

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

دی شیخ با چراغ ہمی گشت گردِ شہر

کز دام و دد ملولم و انسانم آرزوست

زین ہمرہانِ سُست عناصر دلم گرفت

شیرِ خدا و رستمِ دستانم آرزوست

گفتم کہ یافت می نشود جُستہ ایم ما

گفت آنکہ یافت می نشود آنم آرزوست

(مولانا جلال الدین رومیؒ)

ترجمہ

allurdubooks.blogspot.com

کل شہر میں چراغ لئے پھر رہا تھا شیخ

کہتا تھا ناکسوں میں اک انساں کی ہے تلاش

دِل بُجھ گیا ہے سُست رفیقانِ راہ سے

شیرِ خدا و رستمِ دستاں کی ہے تلاش

میں نے کہا کہ ڈھونڈ سکے ہم تھک رہے اُسے

کہنے لگا کہ ایسے ہی انساں کی ہے تلاش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(ترجمہ) اسرارِ خودی

تمہید

نیست در خشک و ترِ بیشہ من کوتاہی
چوب ہر نخل کہ منبر نشود دار کنم

(نظیری نیشاپوری)

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

ترجمہ

مرے جنگل کے خشک و تر میں ہر اک چیز ممکن ہے
بنا لیتا ہوں سولی، جو شجر منبر نہیں بنتا

کاروانِ شب جو لوٹا مہرِ عالم تاب نے
چھینٹے مارے گُل پہ، میرے گریۂ بیتاب نے

چشمِ نرگس سے، مرے اشکوں نے، دھویا خواب کو
اور کہا سبزے سے نالوں نے کہ اب بیدار ہو

باغباں نے آزمایا جب مرا زورِ کلام
بو یا اک مصرع، ملی حاصل میں تیغِ سبز فام

میرے ہی اشکوں کے دانوں کو چمن میں بو دیا
میرا تارِ نالہ صرفِ کسوتِ گلشن ہوا

ذرّہ ہوں پر میرے قبضے میں ہے خورشیدِ جہاں
ہیں ہزاروں صبح رکھتا ہوں گریباں میں نہاں

جامِ جم سے بھی کہیں روشن یہ میری خاک ہے
رازہائے بطنِ گیتی کا مجھے ادراک ہے

باندھتی ہے فکر وہ آہو مرے فتراک سے
جو ابھی باہر نہ آیا نیستی کی خاک سے

جو اُگا سبزہ نہ اب تک، وہ مرے گلشن میں ہے
شاخ پر جو گُل نہ آیا، وہ مرے دامن میں ہے

میں ہوا تارِ رگِ عالم پہ جب مضراب زن
درہم و برہم ہوئی رامشگری کی انجمن

سازِ فطرت ہے زمانے میں مرا نادر نوا
ہمنشیں نغموں سے میرے کس طرح ہوں آشنا

عالمِ امکاں میں اک خورشیدِ نوزائیدہ ہوں
رسمِ دنیا اور آئینِ فلک نادیدہ ہوں

میری جولانی نہ دیکھی چشمِ انجم نے ابھی
بند ہے اب تک مرے سیماب میں آشفتگی

بحر کو میری ضیا کے رقص سے بہرا نہیں
کوہ کو رنگِ حنا میرا سا مل سکتا نہیں

یہ جہاں نا آشنا ہے میرے محسوسات سے
ڈر رہا ہوں اسلئے میں ان کو دکھلاتے ہوئے

allurdubooks.blogspot.com Faraz Akram

مطلعِ خاور سے جب پیدا ہوئی میری سحر
شبنمِ نو سے ہوئے گلہائے عالم تازہ تر

انتظارِ صبحِ خیزاں کرتے کرتے تھک گیا
کاش پیدا ہو کوئی زرتشت میری آگ کا!

نغمہ ہوں لیکن ابھی زخمے سے بے پردہ ہوں میں
حال میں گویا نوائے شاعرِ فردا ہوں میں

یہ زمانہ محرمِ اسرار ہو سکتا نہیں
میرا یوسف رونقِ بازار ہو سکتا نہیں

میرے مطالب کے نہیں میرے رفیقانِ قدیم
مضطرب ہے طور میرا بھرِ دیدارِ کلیم

قلزمِ احباب ہے مانندِ شبنم بے خروش
میری شبنم مثلِ بحرِ بیکراں، طوفان بدوش

میرا نغمہ ہے جہاں کا وہ جہاں ہی اور ہے
اس درائے کارواں کا کارواں ہی اور ہے

سینکڑوں شاعر ہیں ایسے، مر کے جو زندہ ہوئے
اپنی آنکھیں بند کیں اور ہم کو بینا کر گئے

مر گئے جب وہ تو شمعِ بزمِ دوراں ہو گئے
صورتِ گل خاک سے اپنی نمایاں ہو گئے

گرچہ اس صحرا سے گذرے ہیں ہزاروں قافلے
مثلِ گامِ ناقہ لیکن وہ بہت خاموش تھے

عاشقِ صادق ہوں اور فریاد ہے ایماں مرا
شورِ محشر پیشِ خدمت ہے مرے ہنگامے کا

نغمۂ شوریدہ یا رب تار کے بس کا نہیں
ٹوٹ جائے ساز میرا اس سے میں ڈرتا نہیں

allurdubooks.blogspot.com

قطرہ، بہتر ہے مرے سیلاب سے بیگانہ ہو — ہو سمندر ہی کوئی، اس کا اگر دیوانہ ہو
ظرفِ جو میں کب ہے وسعت بحرِ عماں کے لئے — وقف ہو جائیں سمندر میرے طوفاں کے لئے
وسعتِ گلزار جس غنچے کے داماں میں نہیں — وہ مرے ابرِ بہاری کے لئے شایاں نہیں
پالتی ہے بجلیوں کو میری جانِ ناتواں — میری جولانگاہ کا، کوہ و بیاباں اک نشاں
میرے دریا کے مقابل آ، اگر صحرا ہے تو — لے مری بجلی کو دامن میں، اگر سینا ہے تو
چشمۂ آبِ بقا آیا جہاں میں میرے بات — مجھ کو خالق نے بنایا محرمِ رازِ حیات
ذرّہ بھی سوزِ نوا سے میرے زندہ ہو گیا — اور جگنوں کی طرح پر کھول کر اُڑنے لگا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

راز گو مجھ سا جہاں میں اور ہو سکتا نہیں — اور کوئی یہ دُرِ معنیٰ پرو سکتا نہیں
مجھ سے آ کر پوچھ لے اسرارِ عیشِ جاوداں — دیکھ لے افکار میں میرے زمین و آسمان

پیر گردوں نے کہے ہیں مجھ سے اسرارِ حیات
کس طرح اپنے ندیموں سے چھپاؤں کوئی بات؟

ساقیا بھر دے خدا کے واسطے یہ جام بھی! — کامراں ہو جائے تیرے فیض سے ناکام بھی!

اصل زمزم جس کی ہے، وہ آتشیں پانی پلا — وہ کہ ہے اس کا گدا جمشید اپنے وقت کا
آدمی کی فکر کو کرتا ہے جو ہشیار اور — دیدۂ بیدار کو کرتا ہے جو بیدار اور
بخشدیتا ہے وقارِ کوہ، جو اک کاہ کو — شیر کی قوت عطا کرتا ہے جو روباہ کو
خاک تیرہ کو بناتا ہے ثریا آستاں — قطرۂ ناچیز کو کرتا ہے بحرِ بے کراں
خامشی کو شورشِ محشر بنا دیتا ہے جو — سُرخ خونِ باز سے کرتا ہے پائے کبک کو
ساقیا بھر دے مرا ساغر شرابِ ناب سے — دور کر تاریکئ افکار کو مہتاب سے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

تا شناسائے رہِ منزل دلِ آوارہ ہو — آشنائے ذوقِ بے تابی مرا نظارہ ہو
جستجوئے تازہ سے ہو جاؤں میں تاگرم رَو — اور رہوں لذّت شناس آرزوئے نو بہ نو
نور بن جاؤں غرض میں اہلِ دل کی آنکھ کا — اور جہاں کے کان میں ہو جاؤں گُم مثلِ صدا
قیمتِ جنسِ سخن کو تا دوبالا کر سکوں — چاہتا ہوں اس میں شامل آنسوؤں کو بھی کروں
کھول دوں دُنیا پہ پھر فیضانِ پیرِ روم سے — سینکڑوں در ہائے بستہ مخزنِ اسرار کے
جان رومی عشق کے شعلوں سے ہے سرمایہ دار — میں جہاں میں ایک دم کی روشنی مثلِ شرار

شمع نے مارا ہے اک شبخوں مرے پروانے پر
اور شراب ناب نے حملہ کیا پیمانے پر

خاک کو میری کیا اکسیر پیر روم نے
کر دیئے جلوے ہویدا اس غبارِ تیرہ سے

ایک ذرّہ خاکِ صحرا کا سوئے گردوں چلا
تاکہ دامن تھام لے جا کر شعاعِ مہر کا

موج ہوں میں، اسکے دریا میں اگر منزل کروں
ہے یقیں کوئی گرانمایہ گہر حاصل کروں

میں، کہ ہے اس کی شرابِ ناب سے مستی مری
اس کے انفاسِ مبارک سے ہے میری زندگی

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

شب مرا اندوہگیں دل مائلِ فریاد تھا
شورشِ یا رب سے ہنگامِ سکوت آباد تھا

مبتلائے شکوۂ بے مہری دوراں تھا میں
اور تھی پیمانہ اپنا دیکھ کر نالاں تھا میں

طائرِ نظارہ اس پرواز میں اتنا تھکا
بال و پر ٹوٹے، گرا، گرتے ہی محوِ خواب تھا

خواب میں آیا مرے پیرِ حقیقت آشنا
وہ زبانِ پہلوی میں جس نے قرآں لکھ دیا

اور کہا مجھ سے کہ اے دیوانۂ اربابِ عشق
بڑھ کے لے تو بھی تو اک جامِ شرابِ نابِ عشق

اور اپنے دل میں کر ہنگامۂ محشر بپا
توڑ دے شیشہ کو سر پر آنکھ میں نشتر لگا

چھوڑ دے یہ قہقہے اور نالہ ہائے زار کر
خون کے آنسو بہا اور ٹکڑے ٹکڑے کر جگر

غنچہ ساں کب تک رہیگا باغِ دوراں میں خموش
چاہیئے ہونا تجھے گل کی طرح نکہت فروش

ہیں ترے دل میں بھی ہنگامے بہت مثلِ سپند
آگ پر رکھ محملِ دل کو ذرا اے ارجمند!

اپنی رگ رگ سے تجھے اے بے نوا! مثلِ جرس
چاہیئے خوابیدہ نالوں کو جگانا ہر نفس

آگ ہے تو، بزمِ عالم تجھ سے روشن کیوں نہ ہو؟
اپنے شعلوں سے جلا افسردگانِ خام کو

کھول دے محفل پہ تو پیرِ مغاں کے راز کو
کسوتِ مینا پہن، موجِ شرابِ ناب ہو

مار دے پتھر پہ تو آئینہ افسوس کو
توڑ دے چوراہے پر اس شیشۂ ناموس کو

نیستاں کا بانسری کی طرح پھر پیغام دے
قیس کو آگاہ کر دے قومِ حے کے راز سے

اپنے نالوں کے لئے اندازِ نوا ایجاد کر
بزم کو پھر ہائے و ہوئے تازہ سے آباد کر

قم کا اک نعرہ لگا، زندوں کو جانِ تازہ دے
تا ہوں احساسات پیدا ان میں اپنی زیست کے

اُٹھ کے ہو پھر جادۂ آئینِ نو پر گام زن
سر سے اپنے دور کر دے جوشِ سودائے کہن

آشنائے لذتِ گفتار ہونا چاہیئے
اے درائے کارواں! بیدار ہونا چاہیئے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

لگ گئی میرے بدن میں آگ اس تقریر سے اور ہوا ہنگامہ آرا نالۂ شبگیر سے

اپنے بستر سے اٹھا یوں تا کسے جیسے صدا اور کانوں کے لئے فردوس کا ساماں کیا

آشکارا کر دیا میں نے خودی کے راز کو

بے حجابانہ دکھایا اک چھپے اعجاز کو

تھی جہاں میں میری ہستی ایک نقشِ ناتمام ناقبول و ناکس و ناکارہ گویا محض نام

عشق کی صیقل گری نے مجھ کو آدم کر دیا عالِم اسماءِ چون و چند عالَم کر دیا

میں نے دیکھا ہے فلک کی حرکتِ اعصاب کو اور رگوں میں چاند کی دورانِ خونِ ناب کو

واسطے انساں کے روئی ہیں یہ آنکھیں کتنی رات! تب کیا ہے چاک میں نے پردۂ رازِ حیات

رکھتی تھی سینے میں جس کو کارگاہِ ممکنات میں نے افشا کر دیا وہ رازِ تقویمِ حیات

میں، کہ جس نے اس اندھیرے میں اجالا کر دیا کچھ نہیں اک خاک پا ہوں ملتِ اسلام کا

شہرہ جس ملت کا باہر حیطۂ اندازہ سے دل میں شعلے مشتعل جس کے سرودِ تازہ سے

ذرہ بو کر مہرِ رخشاں جس نے حاصل میں لئے بھر لئے خرمن ہزاروں رومی و عطار کے

Faraz Akram

ہوں سراپا آہ منزل ہے مری چرخ بریں — گو کہ ظاہر میں دھواں ہوں شعلۂ ہوں آتشیں
میرے خامے نے مری فکرِ رسا کے زور سے — کھول کر افلاک کے اسرارِ پنہاں رکھ دیئے

تا کہ قطرہ جان لے، ہم پایۂ دریا ہوں میں
ذرّہ بھی سمجھے حریفِ وسعتِ صحرا ہوں میں

اس سخن گوئی سے میرا شاعری منشا نہیں — بت پرستی، بتگری، ہرگز مرا شیوا نہیں
فارسی ناآشنا ہوں، اصل ہے ہندی مری — ہے مرا پیمانہ خالی بادۂ نو سے ہوں میں ابھی
حسنِ اندازِ بیاں کی مجھ سے مت امید رکھ — خوانسار و اصفہاں کی مجھ سے مت امید رکھ
گرچہ شیریں ہے بہت ہندی بھی بے چون و چرا — ہے مگر طرزِ زبانِ فارسی شیریں سوا
ہو گیا مسحور اس کے حسن سے فکرِ رسا — بن گیا ہے شاخِ نخلِ طور یہ خامہ مرا
مجھ کو خالق نے دیا ذہن رسا، فکر بلند — اس لئے مجھ کو زبان فارسی آئی پسند

نکتہ چیں! میری شرابِ ناب سے ہو بہرہ ور
عیب اگر مینا میں ہو کوئی تو کچھ پروا نہ کر

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اس بیان میں کہ نظامِ عالم کی اصل خودی سے ہے اور تعیّنات وجود کی زندگی کا تسلسل استحکامِ خودی پر موقوف ہے۔

ہم جہاں کہتے ہیں جس کو، ہیں یہ آثارِ خودی
دیکھتی ہے آنکھ جو کچھ، ہیں یہ اسرارِ خودی

سو رہی تھی جب خودی غیرِ خدا کچھ بھی نہ تھا
جاگتے ہی عالمِ پندار پیدا ہو گیا

ایسے عالم سینکڑوں پوشیدہ اس کی ذات میں
ہے وجودِ غیر، اِس کی ذات کے اثبات میں

آپ ہی کو غیر سمجھا، یہ غضب کیسا کیا!
دشمنی کا بیج آ کر اس جہاں میں بو دیا

غیر کے پیکر بناتی ہے وہ اپنے ہاتھ سے
تا مزے حاصل ہوں اس کو لذتِ پیکار کے

مارتی رہتی ہے ان کو قوتِ بازو سے وہ
اور خوش ہوتی ہے اپنا امتحاں لے لے کے وہ

خود فریبی ہے خودی کے واسطے عینِ حیات
جس طرح خوں سے وضو گل کے لیے ہے عینِ حیات

سینکڑوں باغوں کا خوں کرتی ہے اک گل کے لئے
سینکڑوں شیون نوائے شوقِ بلبل کے لئے

اک فلک کے واسطے پیدا کئے صد ہا ہلال!
سینکڑوں اُس نے گڑھے اک حرف کی خاطر مقال

اور جو پوچھو کیوں ہے، یہ اسراف اور سنگیں دلی
کہتی ہے، از بہر تکمیل جمال معنوی

Faraz Akram

حسنِ شیریں کو بنایا عذرِ دردِ کوہکن — اور نافے کو بنایا عذرِ آہوئے ختن

سوزِ پیہم کو جو پروانوں کی قسمت میں لکھا — شمع کو عذر ان کی جانبازی و محنت کا کیا

سینکڑوں امروز کے نقشے بنا کر رکھ دیئے — تا کہ اک دن صبحِ فردائے قیامت دیکھ لے

لاکھوں ابراہیم کو دکھلا دیئے شعلوں کے باغ — تب کہیں روشن کیا ہے اک محمدؐ کا چراغ

اس جہانِ آب و گِل میں بہرِ اغراضِ عمل — ہے کبھی عامل، کبھی معمول و اسباب و علل

بھاگتی اور دوڑتی، اٹھتی اٹھاتی ہے وہی — مارتی مرتی، اُگاتی اور جلاتی ہے وہی

allurdubooks.blogspot.com

اس کی جولانگاہ ہے یہ وسعتِ لیل و نہار — اس کی گردِ راہ سے یہ آسماں موجِ غبار

باغِ عالم میں یہ رونق اس کی گل کاری سے ہے — رات اس کے خواب سے، دن اس کی بیداری سے ہے

اپنے شعلے سے شرر کو اس نے اک حصہ دیا — اور خرد کو جزو کا وارفتہ و شیدا کیا

اپنے ٹکڑے کر دیئے، اجزا کو پیدا کر دیا — خود پریشاں ہو گئی صحرا کو پیدا کر دیا

اور پریشانی سے جس دم ہو گئی بیزار وہ — جمع کر کے اپنے اجزا بن گئی کہسار وہ

خود نما ہونا خودی کی ایک عادت ہے قدیم — اس کی قوت ہے نہاں ہر شے میں اے مردِ سلیم!

قوتِ خاموش ہے لیکن ہے بیتابِ عمل
اور عمل کے ساتھ ہے پابندِ اسبابِ عمل

ہے جہاں کی زندگی وابستۂ زورِ خودی ۔۔۔ جتنی محکم ہے خودی اتنی ہی محکم زندگی
قطرے نے حرفِ خودی جس وقت ازبر کر لیا ۔۔۔ اپنی ہستئ تنک مایہ کو گوہر کر لیا
بادہ بے پیکر ہے، جب اپنی خودی میں خام ہے ۔۔۔ اپنے پیکر کے لئے منت پذیر جام ہے
اور پیکر اپنا رکھتا ہے اگرچہ جام مے ۔۔۔ یہ ہمارا اپنی گردش کے لئے محتاج ہے
کوہ نے اپنی خودی کھوئی تو صحرا ہو گیا ۔۔۔ شکوہ سنج جوششِ طوفانِ دریا ہو گیا
موج جب تک موج رہی ہے تہِ آغوشِ بحر ۔۔۔ رہتی ہے زورِ خودی سے وہ سوارِ دوشِ بحر
دید کی خواہش ہے جب تک آنکھ میں جنبش رہی ۔۔۔ اس سے ہوتی ہی رہیں پیدا شعاعیں نور کی
سبزے نے اُگنے کی قوت پائی اپنی ذات سے ۔۔۔ پھاڑ ڈالا سینۂ گلشن کو اپنے ہات سے
شمع نے پہنائی خود زنجیر اپنے آپ کو ۔۔۔ کر لیا ذروں سے جب تعمیر اپنے آپ کو
آپ کو کھویا بنا کر خود گدازی کا شعار ۔۔۔ اپنی آنکھوں سے گری وہ مثلِ اشکِ سوگوار

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

سخت فطرت میں اگر کچھ اور ہو جاتا نگیں
زخم پھر اس طرح اپنے دل پہ وہ کھاتا نہیں

جب کہ ہو جاتا ہے نام غیر سے سرمایہ دار
بوجھ سے اس نام کے کرتا ہے سینے کو فگار

جب زمیں اپنی خودی میں ہو گئی ثابت قدم
چاند اس کے گرد کرتا ہے طوافِ دم بہ دم

اور زمیں سے بھی سوا محکم ہے ہستی مہر کی
پس زمیں محتاج ہے اس کی نگاہِ مہر کی

ہوتی ہیں حیران آنکھیں دیکھ کر شانِ چنار
جس کی سطوت سے ہے کوہستان بھی سرمایہ دار

آگ کے شعلوں سے اسکے پیرہن کا ہے طراز
اصل ہے اسکی فقط اک دانۂ گردن فراز

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

قوتوں سے ہوتی ہے جب دم خودی سرمایہ دار
کرتی ہے ندی سے پیدا بحرِ ناپیدا کنار

اس بیان میں کہ حیات خودی تخلیق و تولید مقاصد سے وابستہ ہے۔

مدعا ہی سے ہماری زندگی کی ہے بقا
مدعا ہی کاروانِ زندگی کا ہے درا

ہے فقط پیہم تلاش و جستجو میں زندگی
ہے فقط مضمر مسلسل آرزو میں زندگی

آرزو کو اپنے دل میں زندہ رکھ اے مردِ کار
ورنہ بن جائیگی مشتِ خاک تیری اک مزار

آرزو ہے بے خبر! جانِ جہانِ رنگ و بو — ہے یہاں ہر چیز کی فطرت امینِ آرزو

رقصِ دل سینوں میں ہے ہر دم اسی کے زور سے — اس کی تابانی سے بن جاتے ہیں سینے آئینے

اس سے اڑنے کے لئے تیار مشتِ خاک بھی — خضرِ رہ بن جاتی ہے یہ موسیِ ادراک کی

دل کی ہے لے دیکھئے سوزِ آرزو سے زندگی — غیر حق کی موت ہے جب دل میں یہ پیدا ہوئی

آرزوئے نو بہ نو سے دل اگر خالی ہوا — شہپرِ پرواز ٹوٹے اور زمیں پر آ رہا

آرزو پر ہے تگ و تازِ خودی کا انحصار — آرزو بحرِ خودی کی ایک موجِ بے قرار

آرزو صیدِ مقاصد کے لئے ہے اک کمند — آرزو ہے دفترِ افعال کی شیرازہ بند

آدمی بے آرزو کے فی الحقیقت مردہ ہے — جس طرح گرمی نہ ہو تو شعلہ بھی افسردہ ہے

دیدۂ بیدار کیا ہے اصل میں اے ہوشیار! — لذتِ دیدار نے کر لی ہے صورت اختیار

کبک کو پاؤں دیئے ہیں شوخیِ رفتار نے — دی ہے یہ منقارِ بلبل کو نوائے زار نے

ہو گئی جب بانسری اپنے نیستاں سے جدا — ہو گیا زنداں سے اس کا نغمہ بھی آخر رہا

عقل جو گیتی نورد و آسماں پرواز ہے — تو سمجھتا بھی ہے کچھ ناداں! یہ کیا راز ہے؟

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

آرزو سے زندگی ہوتی ہے جب سرمایہ دار
آرزو سے ہوتی ہے پیدا یہ عقلِ طرفہ کار

کیا ہے نظمِ قوم اور کیا ہیں یہ آئین و رسوم!
اور ہیں کیا چیز یہ انواع و اقسامِ علوم؟

آرزو حد سے بڑھی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی
پھر ہر اک ٹکڑے نے پیدا کر لی اک صورت نئی

دست و دنداں کیا ہیں اور چشم و دماغ و گوش کیا؟
اور یہ فکر و تخیّل اور شعور و ہوش کیا!

زندگی نے جنگ کے میداں میں جب رکھا قدم
کر لیے آلات یہ اپنے تحفظ کے بہم

آگہی ہرگز نہیں ہے علم و فن سے مدعا
غنچہ و گلبن نہیں جیسے چمن سے مدعا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

علم و فن ساماں ہیں حفظِ زندگی کے واسطے
ہیں یہی اسبابِ تقویمِ خودی کے واسطے

زندگی کے علم و فن ادنیٰ سے ہیں خدمت گزار
زندگی کے علم و فن ہیں خانہ زادے کامگار!

زندگی کے راز سے غافل ذرا ہوشیار ہو!
اور کیفِ بادۂ مقصود سے سرشار ہو!

ایسا مقصد، صبح کے مانند جو تابندہ ہو
ماسویٰ کے حق میں جو اک آتشِ سوزندہ ہو

ایسا مقصد، آسمانوں سے کہیں بالا ہو جو
دلستانی، دلربائی میں بہت یکتا ہو جو

برق بن کر خرمنِ دنیائے باطل پھونک دے
اور عالم میں بپا اک فتنۂ محشر کرے

رکھتی ہے تخلیقِ مقصد زندگی سے کامیاب
آرزو کے دم سے قائم ہے ہماری آب و تاب

اس بیان میں کہ خودی عشق سے مستحکم ہوتی ہے۔

نور کا وہ ایک نقطہ نام ہے جس کا خودی — جو ہمارے تن میں ہے مثلِ شرارِ زندگی
وہ محبت کے سبب سے اور بھی ہے استوار — ہے اسی سے وہ درخشاں اور اسی سے پائدار
اس کے جوہر میں چمک ہوتی ہے پیدا عشق سے — ارتقا ہوتا ہے اس کی قوتوں کا عشق سے
اس کی فطرت عشق سے ہوتی ہے جب آتش بجاں — روشنی سے اس کی ہوتا ہے منور اک جہاں
عشق کو تلوار کا ڈر ہے، نہ کچھ خنجر سے باک — عشق کی طینت میں کب داخل ہیں آب و باد و خاک
عشق صلح و آشتی ہے، عشق ہی پیکار ہے — عشق ہی آبِ بقا ہے، تیغ جوہر دار ہے
عشق کی ادنیٰ نظر سے سنگِ خارا پاش پاش — عشق حق میں طاقتِ حق ہے، یہ سمجھے کوئی کاش!
لے کسی معشوق کی الفت کا سودا اپنے سر — اور پیدا قلبِ ایوبؑ و نگاہِ نوحؑ کر
رکھ کسی کامل کے سنگِ آستاں پر اپنا سر — ہے بنانا اپنی مشتِ خاک کو اکسیر اگر

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

مثلِ مولانائے رومی اپنی شمع کو جلا — پھونک دے تبریز کی بجلی سے خرمن روم کا

ہے ترے دل میں ہی اک معشوق پنہاں بے خبر! — آ، دکھاؤں تجھ کو میں تو آنکھ رکھتا ہے اگر

اس کے عاشق، خوبرویانِ جہاں سے خوب ہیں — کتنے زیبا، کیسے خوش رو، کس قدر محبوب ہیں!

عشق سے اس کے ثریا پر پہنچ جاتی ہے خاک — عشق سے اس کے توانا عاشقانِ سینہ چاک

عشق کی کیفیتوں سے آ گیا جب اس کو وجد — اٹھ کے جا پہونچی زمیں سے آسماں پر خاکِ نجد

ہے دل و جاں میں مسلماں کے مقامِ مصطفٰے — آبرو مسلم کی ہے دنیا میں نامِ مصطفٰے

طور کیا ہے؟! اسکے کاشانے کی اک موجِ غبار — اور اسکا گھر ہے کعبے کا حرم اے ہوشیار!

ہے ابد اک آن اوقاتِ شہ لولاک سے — طالبِ فزائش کی ہے شے اس کی ذات پاک سے

ٹاٹ کا ٹکڑا ہے اسکے خوابِ راحت سے نہال — اور غلاموں نے کئے ہیں تاجِ کسریٰ پائمال

وہ شبستانِ حرا میں جب ہوا خلوت نشیں — ہو گئے پیدا حکومت، قوم اور آئینِ دیں

کتنی راتوں اس کی آنکھیں ایک دم سوئی نہیں — کر دیا امت کو لیکن مالکِ تاج و نگیں

وقتِ جنگ آیا تو اسکی تیغ ہے آہن گداز — اشک بار آنکھیں ہیں جب دم ہو گیا محوِ نماز

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

معرکوں میں، قاطعِ نسلِ سلاطیں اسکی تیغ — اور ہنگامِ دعائے فتح، آمیں، اس کی تیغ

اس نے دنیا کے لئے آئین نو پیدا کیا — مسندِ اقوامِ ماضی کو الٹ کر رکھ دیا

دین کی کنجی سے کھولا دولتِ دنیا کا در — لائے گی ثانی کہاں سے اس کا یہ نوعِ بشر

توڑ ڈالا اس نے ادنیٰ اور اعلیٰ کا نظام — اپنے دسترخوان پر بٹھلا لیا اپنا غلام

جنگ میں جب وقت اس شاہِ امم کے سامنے — قید میں اس طرح آئی دخترِ سردارِ طے

تن برہنہ پاؤں تھے زنجیر میں جکڑے ہوئے — اپنی گردن کو جھکا رکھا تھا مارے شرم کے

جوں ہی اس عالم میں حضرت کی نظر اس پر پڑی — اپنی چادر روئے دختر پہ اُٹھا کر ڈال دی

آج اس سے بھی زیادہ آہ بے پردا ہیں ہم — روبرو اقوامِ عالم کے بہت رسوا ہیں ہم

اعتبار اپنا ہے محشر میں وہ شاہِ دوجہاں — اور دنیا میں ہماری آبرو کا پاسباں

اس کا لطف و قہر اک رحمت ہے، دنیا کے لئے — دوستوں کے حق میں یہ، وہ دشمنوں کے واسطے

دشمنوں پر جس نے بارانِ کرم برسا دیا — جس سے لاتثریب کا پیغام مکّے نے سُنا

ہم، کہ دنیا میں وطن کی قید سے آزاد ہیں — ایک ہیں، گو ہر طرف، ہر ملک میں آباد ہیں

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

گو حجازی اور چینی اور ایرانی ہیں ہم
ہر جگہ شبنم مگر اک صبح خنداں کی ہیں ہم

سب کے سب بدمستِ چشمِ ساقیِ بطحا ہیں ہم
اور جہاں میں منتخب مثل مے و مینا ہیں ہم

امتیازاتِ نسب اس نے مٹا ڈالے تمام
اس خس و خاشاک کا چھوڑا نہیں دنیا میں نام

اس نظامِ قوم کی وہ جان ہے، گو ایک ہے،
جیسے ہر پتی ہزارے کی الگ، بو ایک ہے

اس کے دل کا رازِ سربستہ ہماری قوم تھی
نعرہ بے باکانہ مارا اس نے، یہ ظاہر ہوئی

میری خاموشی میں شورِ عشق اس کا آشکار
اسکی الفت کے ہزاروں نغمے مجھ سے ہم کنار

میں بھلا اس کی محبت کا بیاں کیونکر کروں!
روئی ہے فرقت میں اسکی خشک لکڑی اشک خوں

ہستیِ مسلم اسی کی اک تجلّی گاہ ہے
طور پیدا جس سے ہوں وہ اسکی گردِ راہ ہے

اس کے آئینے کا ہے اک عکس یہ پیکر مرا
ہے وجود اس نیّرِ اعظم سے میری صبح کا

دم بدم بیتابیِ دل سے مجھے آرام ہے
صبحِ محشر سے زیادہ گرم میری شام ہے

وہ مرا ابرِ بہاری ہے میں اس کا باغ ہوں
اسکی بارش سے مرے انگور کی رگ رگ میں خوں

کشتِ الفت میں جب ان آنکھوں کو میں نے بو دیا
کیا کہوں کیسا تماشا مجھ کو حاصل ہیں ملا!

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

خاکِ یثرب کے مقابل ہیچ ہیں دونوں جہاں — کتنا اچھا شہر ہے وہ اپنا دلبر ہے جہاں!

مار ڈالا مجھ کو طرزِ مولوی جامؔ نے — اس کی نظم و نثر میں پایا علاج اس خام نے

ہیں ہزاروں معنی دلکش لباسِ سادہ میں — شعر کیا موتی پروئے ہیں ثنائے خواجہ میں

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست

جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست [۱] (جامیؔ)

حاملِ صد کیفیت صہبائے جامِ عشق ہے — اور یہ تقلید کیا ہے؟ ایک نامِ عشق ہے

کاملِ بسطام جو تقلید میں تھا لاجواب — کر لیا خربوزہ کھانے سے بھی اس نے اجتناب

تو بھی عاشق ہے تو پھر ایسی ہی کر تقلیدِ یار — تیرا جامِ عشق بھی ہو جائے گا یزداں شکار

اک ذرا اپنے حرائے دل میں کر لے اعتکاف — جانبِ حق چل خودی کی چھوڑ کر لاف و گزاف

حق سے محکم ہو کے پھر خود کی طرف ہو گام زن — اور بن جالات و عزّائے ہوس کا بت شکن

عشق کی قوت سے پہلے ایک لشکر جمع کر — شوق سے پھر عشق کے فاراں پہ ہو جلوہ گر

تا کہ نازل تجھ پہ ہوں الطاف و افضالِ خدا

اور بنے تو مظہر اِنّی جَاعِلٌ فِی الْاَرْض کا

---

[۱] ترجمہ۔ مصطفیٰؐ اس نسخۂ کونین کا دیباچہ ہے — سارا عالم ہے غلام اس کا وہ سب کا خواجہ ہے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اس بیان میں کہ خودی سوال سے ضعیف ہو جاتی ہے۔

اے کبھی حاصل کیا تھا جس نے شیروں سے خراج! آج ناداری کے باعث ہو گیا روبہ مزاج

یہ مصیبت پر مصیبت تجھ پہ ناداری سے ہے درد دکھ تیرا تہی دستی کی بیماری سے ہے

چھین لیتی ہے یہ تجھ سے رفعتِ فکرِ رسا اور کر دیتی ہے گُل تیرے تخیّل کا دیا

تو بھی میخانے سے ہستی کے مئے گلفام لے حاصلِ ایام ہے، اس زندگی سے کام لے

اونٹ سے فاروقِ اعظمؓ کی طرح نیچے اُتر غیر کے احسان سے پرہیز کر، پرہیز کر!!

مانگتا کب تک پھرے گا منصب و دولت کی بھیک حیف ہے، یہ لے سواری مثلِ طفلانِ رکیک

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

فطرتِ عالی، جو ہو تو آسمانوں سے بلند غیر کے احساں سے ہو جاتی ہے وہ خوار و نژند

ایک مفلس مانگنے سے خوار ہو جاتا ہے اور اور گدائی سے، گدا نادار ہو جاتا ہے اور

بھیک سے آشفتہ ہو جاتے ہیں اجزائے خودی بے تجلّی اس سے نخلِ طورِ سینائے خودی

اپنی ہستی کو نہ کر برباد اے فرخندہ فال! چاند بن اور اپنی روٹی اپنے پہلو سے نکال

نکبت و افلاس کتنا ہی نہ تجھ کو گھیر لے اور بدبختی تجھے سیلِ فنا میں ڈال دے

اپنی روزی نعمتِ اغیار سے حاصل نہ کر — چشمۂ خورشید سے پانی نہ مانگ اے بے خبر!

تا رسول اللہ کے آگے نہ ہو تو منفعل — حشر کے دن جب بڑی مشکل میں ہونگے جان و دل

چاند روزی پاتا ہے سورج کے دسترخوان سے — داغ رکھتا ہے وہ اپنے دل پہ اس احسان سے

ہمتِ حق پر فلک سے برسرِ پیکار رہو — تا نہ تجھ سے ملّتِ بیضا ذلیل و خوار ہو

گرد سے جس نے بتوں کی پاک کعبے کو کیا — مرد کا سب کو لقب بخشا حبیب اللہ کا

حیف اس پر جسکی روزی دوسرے کے خوان سے — جس کی گردن ہوگئی خم غیر کے احسان سے

آپ کو جس نے جلایا برقِ لطفِ غیر سے — نقدِ غیرت کو گنوایا ایک روٹی کے لئے

اے خوشا وہ تشنہ جو ہے دھوپ میں بھی شادکام — جو خضر سے بھی نہ مانگے پیاس میں پانی کا جام

مانگنے کی شرم سے ہوتا نہیں جو تر جبیں — آدمی ہوتے ہوئے جو مشتِ گِل بنتا نہیں

اس جہانِ آب و گل میں وہ جوانِ ارجمند — ناز سے چلتا ہے مانندِ صنوبر سر بلند

جو تہی دستی میں ہو جاتا ہے کچھ خود دار اور — بخت سوتا ہے تو وہ ہوتا ہے کچھ بیدار اور

بھیک کا قلزم نہیں کم آگ کے سیلاب سے — خود ملے شبنم تو بہتر گوہرِ نایاب سے

allurdubooks.blogspot.com Ejaz Akram

تو حباب آسا گرہ میں غیرت مردانہ رکھ
بحر میں رہتے ہوئے اپنا نگوں پیمانہ رکھ

اس بیان میں کہ خودی جب عشق و محبت سے مضبوط ہو جاتی ہے تو عالم کے قوائے ظاہر و مخفی کو مسخر کر لیتی ہے۔

جب محبت نے خودی سے زور حاصل کر لیا
عالم کون و مکاں پر ہو گئی فرماں روا

آسمانوں پر کواکب کے ہیں جو نقش و نگار
یہ خودی کی شاخ سے غنچے کھلے ہیں بے شمار

اس سے ہوتا ہے ظہور قوتِ بازوئے حق
چاند بھی اس کا اشارہ پا کے ہو جاتا ہے شق

وہ جہاں کے باہمی جھگڑوں کی بنتی ہے حکم
سر جھکا دیتے ہیں اس کے سامنے دارا و جم

آ سناؤں تجھ کو شاہ بو علی کی داستاں
تھا سوادِ ہند میں نام اس کا روشن بے گماں

وہ، کہ تھا اک نغمہ پیرا (بلبل) باغِ قدیم
وہ، گلِ رعنا کہ جس نے ہم کو پہنچائی شمیم

جنت ہندوستاں تھی اصل میں آتش نژاد
اس کے دامن کی ہوا سے ہو گئی مینو سواد

اک مرید اس کا روانہ جانب بازار تھا
اور شرابِ بو علی کے نشے میں سرشار تھا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Ikram

عاملِ شہر اس طرف آتا تھا گھوڑے پر سوار
سینکڑوں جس کی جلو میں تھے غلام و چوب دار

اس سے اک چاوش نے بڑھ کر کہا اے بے خبر!
بند یوں رستہ جلَو دارانِ عامل کا نہ کر

پر جھکائے سر یونہی چلتا رہا مردِ فقیر
غوطہ زن تھا اپنے بحرِ فکر میں وہ راہ گیر

جوشِ استکبار سے تھا مست چاوش پلید
سر پر اسکے کھینچ کر اک چوب دستی کی رسید

وہ مرید آزردہ ہو کر اس جگہ سے چل دیا
پر بہت افسردہ خاطر، ناخوش و دل گیر تھا

جا کے اپنے پیر کی خدمت میں فریادی ہوا
اور اک سیلابِ اشک آنکھوں سے جاری کر دیا

جس طرح کہسار پر گرتی ہے برقِ بے پناہ
سیلِ آتش شیخ کی باتوں سے جاری ہو گیا

آتشِ دل نے کیا کچھ اور بھی اس کے سوا
حکم اس غصے میں اس نے اپنے منشی کو دیا

لے قلم، اور میں لکھاتا ہوں تجھے فرمان لکھ
اس فقیرِ بے نوا سے جانبِ سلطان لکھ

میرے خادم کو ترے عامل نے کیا مارا عصا
خرمنِ ہستی کو اپنے نذرِ آتش کر دیا

برطرف کر دے اُسے گر چاہتا ہے اپنا راج
سونپتا ہوں دوسرے کو ورنہ تیرا تخت و تاج"

مردِ حق آگاہ کا جس دم اسے فرماں مِلا
جسمِ شہ پر دیکھتے ہی اس کے لرزہ پڑ گیا

اور چہرہ منظرِ آلام ہو کر رہ گیا — زرد مثلِ آفتابِ شام ہو کر رہ گیا

پہلے اک زنجیر عامل کے گلے میں ڈال دی — پھر قلندر سے معافی کے لئے تدبیر کی

خسرو ہندوستاں، شیریں زباں رنگیں بیاں — جس کے نغمے آئینہ دارِ رموزِ کن فکاں

وہ، کہ فطرت اسکی روشن تھی مثالِ ماہتاب — شہ کی جانب سے ہوا بہرِ سفارت انتخاب

بارگاہِ بو علی میں جب ہوا نغمہ سرا — شیشۂ جاں کو نوائے درد سے پگھلا دیا

شوکتِ درویش جو کہسار سے بھی پختہ تھی — قیمتِ یک نغمۂ گفتار ہو کر رہ گئی

allurdubooks.blogspot.com

مت روا رکھنا کبھی آزارِ مردانِ خدا

آتشِ سوزاں کا گر چکھنا نہ ہو تم کو مزا

اس معنی میں کہ نفئ خودی کا مسئلہ اقوامِ مغلوبہ کی اختراعات سے ہے۔

جو اس پوشیدہ طریقہ سے اقوامِ غالبہ کے اخلاق کو ضعیف کرتی ہیں۔

کیا سنی تو نے کبھی وہ داستانِ دل نشیں؟ — بھیڑیں کچھ اک مرغزارِ تازہ میں آباد تھیں

گھاس کی کثرت تھی اور افزائشِ اولاد تھی — اور وہ بھیڑوں کی دنیا فکر سے آزاد تھی

جب غریبوں کا مقدر ہو گیا ناسازگار | ہو گئیں تیرِ بلائے ناگہانی کا شکار
شیر اس جنگل کے آخر ان سے واقف ہو گئے | تاک میں ہر لحظہ شبخون کے لئے رہنے لگے
جذب و استیلا ہے قوت کا ہمیشہ سے شعار | فتح مندی، کامرانی، اس کا رازِ آشکار
شیرِ نر نے آ کے اعلانِ شہنشاہی کیا | حُریت سے بھیڑ کو محرومِ یکسر کر دیا
کام ہی دنیا میں شیروں کا ہے کیا غیر شکار | خون سے ہونے لگا بھیڑوں کے رنگین مرغزار
گوسفند اک ان میں، جو چالاک اور فہمیدہ تھی | کہنہ سالی کے سبب سے گرگِ باراں دیدہ تھی
تھی جو بدبختی سے اپنی قوم کی سینہ فگار | اور شیروں کے مظالم سے بہت زار و نزار
جب بہت کچھ گردشِ دوراں کے شکوے کر چکی | آخر اپنے کام کی تدبیرِ محکم اس نے کی
وقت پر اپنی حفاظت کے لئے ہر ناتواں | کام میں لاتا ہے عقلِ حیلہ گر کو بے گماں
بندگی میں بند ہو جاتا ہے جب ہر راستا | قوتِ تدبیر پھیلاتی ہے اپنے دست و پا
پختہ ہو جاتا ہے جب دل میں جنونِ انتقام | سوچنے لگتی ہے فتنے سینکڑوں عقلِ غلام
بھیڑ نے دل میں کہا، اب چارہ مشکل نہیں! | اب ہمارے قلزمِ غم کا کوئی ساحل نہیں!

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

بھیڑ کی طاقت کہاں، پائے جو شیروں سے نجات
آہ وہ فولاد بازو اور نازک اپنے ہات

غیر ممکن ہے کہ وعظ و پند سے کوئی بشر
گوسفندوں کو سکھائے خوئے گرگِ کینہ ور

شیرِ نر کو بھیڑ کر دینا مگر آسان ہے
شیر کو چاہے بنانا بھیڑ، وہ نادان ہے

پہلے اپنے آپ کو شیروں کا پیغمبر کہا
پھر ز راہِ پندان سے اس طرح جا کر کہا

اس قدر غافل ہے کیوں اے قومِ ظالم کینہ و
بے خبر ہے تو عذابِ روزِ محشر سے مگر؟

غور سے سن مایہ دارِ دولتِ ایماں ہوں میں
اور شیروں کے لیے پیغمبرِ یزداں ہوں میں

دیدۂ بے نور کی آیا ہوں بن کر روشنی
میں تمہارا پیشوا یعنی خدا کا ہوں نبی

جلد ان ناپاک کاموں سے گزر رہنا چاہیے
اے زیاں اندیش! فکرِ نفع کرنا چاہیے

تندزور آور تو ہوتا ہے زیاں کار و شقی
زندگی اپنی بنانی ہے تو چھوڑ اپنی خودی

پاک روحوں کی ہے ناداں گھانس اور چارہ غذا
چھوڑ دے جو گوشت کھانا، ہے وہ مقبولِ خدا

تیزیٔ دنداں تجھے رسوا کرے گی ایک دن
دیدۂ بیدار کو اعمیٰ کرے گی ایک دن

ناتوانوں کا، ضعیفوں کا ہے جنت مستقر
باعثِ نقصاں ہے قوت، ہوش میں آ بے خبر!

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

ہے تلاشِ عظمت و دولت سراسر شور و شر — تنگدستی ہے امارت سے جہاں میں خوب تر

گھات میں دانے کی کب رہتی ہے بجلی بے شعور — دانہ ہو جائے اگر خرمن تو ہے اس کا قصور

ذرّہ بن، صحرا نہ بن گر عقل و دانش ہے تجھے — تا ضیائے مہرِ عالم تاب سے حصّہ ملے

ذبح کر کے گوسفندوں کو ہے کیوں نازاں بھلا! — ذبح کر خود کو کہ اے ناداں! یہ ہے رتبہ بڑا

زندگی کو تیری کرتا ہے بہت ناپائدار — تیرا یہ جور و ستم، یہ انتقام و اقتدار

سبزۂ پامال دیکھا سبز ہوتے بار بار — گردِ خوابِ مرگ کو آنکھوں سے دھوتے بار بار

allurdubooks.blogspot.com

غافل اپنے آپ سے ہو جا، اگر فرزانہ ہے — اور اگر تو آپ سے غافل نہیں، دیوانہ ہے

چشم و گوش و لب کو اپنے بند کر اے ارجمند! — تا کہ ہو تیرا تخیّل ہمسرِ چرخِ بلند

یہ علف زارِ جہاں کچھ بھی نہیں! کچھ بھی نہیں!! — یہ خیالی چیز ہے دھوکا نہ کھا اے بے یقیں!

سخت کوشی تھی گراں شیرانِ خوں آشام پر — کر چکا تھا دل میں ذوقِ تن پرستی اپنا گھر

آ گئی فوراً انھیں یہ پند خواب آور پسند — کھا گئے وہ اپنی خامی سے فریبِ گوسفند

حیف جو کرتا تھا پہلے گوسفندوں کا شکار — کر لیا اب اس نے دینِ گوسفندی اختیار

ساز گار آئی جو شبیروں کو چراگاہِ علف ہو گیا بالآخر ان کا گوہرِ شبیری خزف

گھانس سے وہ تیزی دنداں بھی رخصت ہو گئی ہیبتِ چشمِ شرارہ افشاں بھی رخصت ہو گئی

آہ پہلو میں نہ کچھ دل کا اثر باقی رہا آئینے سے جوہر آئینہ رخصت ہو گیا

دل سے وہ جوشِ جنون کوششِ کامل گیا وہ تقاضائے عمل، خضرِ طریق دل گیا

اقتدار و عزم و استقلال رخصت ہو گیا اعتبار و عزت و اقبال رخصت ہو گیا

پنجہ ہائے آہنی بے زور ہو کر رہ گئے مر گئے دل، تن سراسر گور ہو کر رہ گئے

زورِ تن جب گھٹ گیا تو خوفِ جاں پیدا ہوا خوفِ جاں پیدا ہوا، سرمایۂ ہمت گیا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

ہو گئے صد ہا مرض پیدا، جو ہمت ہار دی بیدلی، کوتاہ دستی اور کمینہ فطرتی

بھیڑ کے افسوں سے آخر سو گیا شیرِ ژیاں

اور تنزل پر ہوا تہذیب کا اس کو گماں

اس معنی میں کہ افلاطون یونانی، کہ تصوف اور اقوام اسلامیہ کے ادبیات نے اس کے افکار سے بہت زیادہ اثر قبول کیا ہے۔ مسلک گوسپندی پر

گام زن تھا اس لئے اس کے تخیّلات سے بچنا واجب ہے۔

راہبِ دیرینہ، وہ مشہور افلاطون حکیم
تھا جو سرتاجِ گروہ گوسپندانِ قدیم

جس کا گھوڑا ظلمتِ معقول میں گُم ہو گیا
اور کوہستانِ ہست و بود ہی کا ہو رہا

اس پر افسوں چل گیا تھا ایسا نامحسوس کا
اعتبار اپنے ہی اعضا کا نہیں باقی رہا

زندگی کا راز مرنے میں بتایا مستتر
شمع کے بجھنے میں آئے اس کو سو جلوے نظر

ہو چکا ہے وہ ہماری فکر پر فرماں روا
جام ہے اس کا بڑا خواب آور و دانش رُبا

درحقیقت ہے لباسِ آدمی میں گوسفند
حکم اس کا گردنِ صوفی میں ہے مثلِ کمند

ماورائے چرخ اپنی عقل کو پہونچا دیا
عالَمِ اسباب کو ظالم نے افسانہ کہا

کام تھا اس کا فقط تحلیلِ اجزائے حیات
کاٹ ڈالی اس نے شاخِ سرورِ رعنائے حیات

فکرِ افلاطون نے رکھا ہے زیاں کا سود نام
بود کو نابود بتلاتی ہے اس کی عقلِ خام

اس کی فطرت سو گئی جب تو دم دیکھا ایک خواب
اس کی چشمِ ہوش نے پیدا کیا ہے اک سراب

لذتِ سعی و عمل سے لبکہ وہ محروم تھا
اس لئے سو جان و دل سے عاشقِ معدوم تھا

تھا جہاں میں منکرِ ہنگامۂ موجود وہ — بن گیا تھا خالقِ اعیانِ نامشہود وہ

زندہ دل کے واسطے یہ عالمِ امکاں ہے خوب — مردہ دل کے حق میں جیسے عالمِ اعیاں ہے خوب

اس کے آہو نے گنوایا مفت میں لطفِ خرام — لذتِ رفتار اس کے ہنس پر بالکل حرام

اس کی شبنم میں نہ تھا کچھ طاقتِ رم کا نشاں — اس کے طائر کا تھا سینہ دم سے خالی بے گماں

اس کا دانہ لذتِ روئیدگی سے بے خبر — اور تڑپنے کا نہیں پروانے میں اس کے اثر

پاس اس کے ترکِ دنیا کے سوا چارہ نہ تھا — کیونکہ اس غوغائے عالم کا اُسے یارا نہ تھا

شعلۂ افسردہ کی الفت میں ہارا اپنا دل — اور افیون خوردہ دنیا سے لگایا اپنا دل

آشیاں کو چھوڑ کر ایسا سوئے گردوں اُڑا — رخ نہ پھرا اپنے نشیمن کی طرف اس نے کیا

ہاں خیال اس کا خُمِ گردوں میں جا کر گُم ہوا — یہ نہیں معلوم تلچھٹ یا کہ خشتِ خُم ہوا

قوم اس کے نشّے سے مسموم ہو کر رہ گئیں
لذتِ اعمال سے محروم ہو کر رہ گئیں

حقیقتِ شعر اور اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ کے بیان میں۔

allurdubooks.blogspot.com

گرم رو انساں کو رکھتا ہے داغِ آرزو
خاک کو آتش بناتا ہے چراغِ آرزو

آرزو سے زندگی کا، مے سے ہے لبریز جام
آرزو سے زندگی ہے گرم خیز و تیز گام

زندگی تسخیر کا مضموں ہے اور کچھ بھی نہیں
آرزو تسخیر کا افسوں ہے، اور کچھ بھی نہیں

زندگی صیاد ہے اور اس کا ہے دام آرزو
حسن کو عاشق کی جانب سے ہے پیغام آرزو

دل میں آخر کس لئے ہوتی ہے پیدا دم بدم
آرزو یعنی نوائے زندگی کا زیر و بم

جو بھی ہے دنیا میں زیبا و جمیل و خوشنما
ہے بیابانِ طلب میں وہ ہمارا رہنما

نقش تیرے دل میں جس کا بیٹھتا ہے استوار
آرزو کرتا ہے تیرے دل میں پیدا بار بار

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

حسن ہے دنیا میں خلاقِ بہارِ آرزو
جلوہ زارِ حسن ہے پروردگارِ آرزو

سینۂ شاعر ہے دنیا میں تجلّی زارِ حسن
سینۂ شاعر سے پیدا ہوتے ہیں انوارِ حسن

خوب بن جاتا ہے شاعر کی نگہ سے خوب تر
اس کے افسوں سے ہے فطرت کی نوا محبوب تر

اس کے دم سے باغ میں سیکھی ہے بلبل نے نوا
اور اسی کے غازے سے رخسارِ گل روشن ہوا

یہ اسی کے سوز کی تاثیر پروانوں میں ہے
اور اسی کا رنگ یہ الفت کے افسانوں میں ہے

بحر و بر کی وسعتیں پوشیدہ اس کے دل میں ہیں
نشو و نمائے جہانِ تازہ مضمر اس کے آب و گِل میں ہیں

ذہن میں اس کے ہزاروں بے اُگے لالے بھی ہیں
ناشنیدہ سینکڑوں نغمے بھی ہیں، نالے بھی ہیں

ہم نشینِ ماہ و انجم اس کی تخییلِ رسا
خوب کا خالق ہے، وہ اور زشت سے نا آشنا

خضر ہے ظلمات میں اس کی نہاں آبِ حیات
زندہ تر اشکوں سے اس کے گلستانِ کائنات

ہم جو بے حد سست رو، ناپختہ کار رسا دہ ہیں
راستے میں منزلِ مقصود کے اُفتادہ ہیں

اس کا بلبل اس گلستاں میں نوا پیرا ہوا
ادراک حیلہ ہمارے واسطے پیدا کیا

تا کہ دکھلائے ہمیں لے جا کے فردوسِ حیات
حلقہ بن جائے مکمل، بڑھ کے یہ قوسِ حیات

چلنے لگتے ہیں یہاں اس کی درا پر قافلے
رقص کرتے جاتے ہیں اس کی نوا پر قافلے

وہ ہمارے گلستاں کے واسطے موجِ صبا
وہ ہمارے لالہ و گل کو نسیمِ جاں فزا

اس کی ترغیبوں سے بنتی ہے خود افزا زندگی
احتسابِ خویشتن میں ناشکیبا زندگی

اپنے دسترخوان پر دیتا ہے عالم کو صلا
کرتا ہے ارزاں وہ اپنی آگ کو مثلِ ہوا

حیف ہے اس قوم پر جو موت سے ہو بہرہ ور
اور شاعر اس کا ذوقِ زندگی سے بے خبر

زشت رو کو آئینہ اس کا دکھائے خوشنما
شہد میں اس کے چھپا ہو زہرِ نشتر سے سوا

اس کا بوسہ چھین لے رخسارِ گل سے تازگی
لوٹ لے بلبل کے دل سے لذتِ پروانہ بھی

سُست کر ڈالے ترے اعصاب کو اس کی اُفیم
مار کر رکھ دیں تجھے اس کے خیالاتِ سقیم

اس کے دم سے ذوقِ رعنائی سے ہے بے بہرہ ہرو
اور دمِ سرد اس کا شاہین کو بناتا ہے تدرو

ایسی مچھلی، جو کہ ہے سینہ سے سر تک آدمی
اور بناتِ آشیاں کی طرح دریا میں چھُپی

نا خدا کو راگ سے بے خود بنا دیتی ہے جو
اس کی کشتی کو تہِ دریا سُلا دیتی ہے جو

جس کے نغمے تیرے دل سے لوٹ لیتے ہیں ثبات
موت کو تو جس کے جادو سے سمجھتا ہے حیات

زیست کی خواہش جُدا کرتا ہے تیری جان سے
لعلِ عنابی چُرا لیتا ہے تیری کان سے

وہ دکھاتا ہے زیاں کی شکل میں ہر سود کو
اور بنا دیتا ہے وہ مذموم ہر محمود کو

فکر و اندیشہ کے دریا میں گرا دیتا ہے وہ
اور عمل سے تجھ کو بیگانہ بنا دیتا ہے وہ

وہ خراب و خستہ اس کے شعر سے ہم خستہ حال
اس کے دورِ جام سے یہ بزمِ عالم خستہ حال

Faraz Akram

اس کے نیساں میں کبھی بجلی نہیں دیکھے گا تو — باغ ہے اس کا حقیقت میں سرابِ رنگ و بو

حسن میں اس کے صداقت کا نہیں نام و نشاں — ہیں بہت لے آب موتی اس کے دریا میں نہاں

خواب کو سمجھا ہے بیداری سے ظالم خوشنما — اپنے دم سے آگ کو سینوں میں ٹھنڈا کر دیا

اس کے بلبل کا ترنم زہر سے قاتل سوا — اس کے پھولوں کے تلے سویا ہوا ہے اژدہا

ہیں ہلاکت آفریں اس کے خُم و مینا و جام
زہر سے کچھ کم نہیں اس کی مے آئینہ فام

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اے کہ تو اس کی شرابِ ناب سے خستہ جگر — اے کہ اس کے مشرقِ مینا سے ہے تیری سحر

اس کے نغموں سے ترا دل جوش سے ٹھنڈا ہوا — کان کے رستے سے تو نے زہرِ قاتل پی لیا

اے کہ پستی کی طرف رہبر ترا انداز ہے — اور تہی مایہ نوا سے تیرا تارِ ساز ہے

اس قدر اپنی تن آسانی سے زار و ناتواں! — دہر میں ننگِ مسلمانی ہے اب تو بے گماں

باندھ سکتی ہے رگِ گل تجھ کو اے مردِ سلیم! — خستہ و مجروح کر سکتی ہے اک موجِ نسیم!

عشق ہے رسوا زمانے میں تری فریاد سے — زشت رو تصویر ہے اس کی ترے بہزاد سے

اس کا چہرہ زرد ہے ظالم ترے آزار سے — تیری سردی سے ہے وہ محرومِ سوزِ نار سے

خستہ جاں وہ ہوگیا ہے خستہ جانی سے تری — ناتواں وہ ہوگیا ہے ناتوانی سے تری

گریۂ طفلانہ پیمانے میں اس کے رہ گیا — کچھ نہیں اب اس کے گھر میں آہ و نالہ کے سوا

بھیک سے میخانے کی سرشار رہتا ہے مدام — روزنِ کاشانہ سے جلوے چرانا اس کا کام

غمزدہ ہے اور افسردہ ہے اور آزردہ ہے — اور دربانوں کی ٹھوکر سے بیچارہ مردہ ہے

ہوگیا ہے وہ غموں سے سوکھ کر مانندِ نے — آسماں کے ظلم سے ہر وقت لب پر شکوہ ہے

مکر و کینہ آج اس کا جوہرِ آئینہ ہے — ناتوانی، لاغری اک ہمدمِ دیرینہ ہے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

عشق ہے اور پست بخت و زیر دست و دوں نہاد — عشق ہے اور ناسزا و نا امید و نامراد!

اس کے شیون نے کیا ہے تیرا نقدِ جاں خراب — اس کے نالوں نے اڑایا چشمِ ہمسایہ سے خواب

حیف ایسے عشق پر ہے جس کا شعلہ بجھ گیا
کعبے میں پیدا ہوا بت خانے میں جا کر مرا

اے کہ تو رکھتا ہے اپنی جیب میں نقدِ سخن — رکھ عیارِ زندگی پر اس کو لے مخدومِ من

فکر روشن بین ہے دنیا میں عمل کی رہنما
جیسے بجلی کی چمک دیتی ہے بارش کا پتا

فکرِ صالح چاہیے، گر ہے تجھے شوقِ ادب
فکرِ صالح کے لئے پھر لوٹ آ سوئے عرب

عشقِ سلمائے عرب میں دل کو کر رہنِ نیاز
تا کہ شامِ کرد سے پیدا ہو پھر صبحِ حجاز

تو نے گل چینی چمن زارِ عجم کی خوب کی
خوب تو نے نو بہارِ ہند و ایراں دیکھ لی

گرمیٔ صحرا کا بھی تھوڑا سا حاصل کر مزا
بادۂ دیرینۂ خرما بھی چکھ لے ذرا

دیکھ تھوڑی دیر اس کی راحتِ آغوشِ گرم
اس کی گرم آندھی میں بھی لے چل ذرا یہ جسم نرم

مدتوں تو ریشم و سنجاب میں لوٹا کیا
آپ کو کرپاس کی سختی کا بھی خوگر بنا

تو نے سیرِ گلستاں میں قرن کھوئے ہیں بہت
اپنے عارض مثلِ گل شبنم سے دھوئے ہیں بہت

خود کو اب تو ریگِ سوزاں پر بھی چل کر آزما
کچھ دنوں اب چشمۂ زمزم میں بھی غوطے لگا

مثلِ بلبل نالہ و شیون کرے گا کب تلک!
ان چمن زاروں میں تو آخر رہے گا کب تلک!

اے، ہُما بھی تیرے یُمنِ دام سے ہے ارجمند
آشیانہ تو بنا اپنا سرِ کوہِ بلند

آشیانہ برق کے پہلو میں ہونا چاہیے
شاہبازوں کے نشیمن سے بھی اونچا چاہیے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

تاکہ تو ہو جائے مردِ کارزارِ زندگی
شعلہ زن ہو جسم و جاں میں تیرے نارِ زندگی

اس بیان میں کہ تربیت خودی کے تین مرحلے ہیں۔ اوّل کو اطاعت دوسرے کو ضبطِ نفس اور تیسرے کو نیابت الٰہی کہتے ہیں۔

مرحلہ اوّل اطاعت

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

ستِ خدمت سے خوش رہتا ہے کیا بیچارہ اونٹ!
صبر و استقلال کی دنیا کا ہے ہرکارہ اونٹ

نور قدموں کا نہیں کچھ، راہ جب چلتا ہے وہ
کارواں کے واسطے، اک کشتیِ صحرا ہے وہ

نقش پا ہے اس کا، ہر جنگل کی قسمت میں لکھا
کم خور و کم خواب، اور محنت سے اس کو واسطا

ست ہے وہ، خواہ زیر بارِ محمل کیوں نہ ہو
خوش چلا جاتا ہے وہ، کیسی ہی منزل کیوں نہ ہو

سرخوش و سرشار ہے کیفیتِ رفتار سے
اور سفر میں صابر و قانع رسوا آسوا سے

تو بھی سرتابی یونہی اپنے فرائض سے نہ کر
تاکہ لطفِ عندہٗ حسن المآب آئے نظر

،کی طاعت میں ذرا کوشش کر اے غفلت شعار! / جبر کر اپنے پہ تا حاصل ہو تجھ کو اختیار
لاعت معبود سے ناکس بھی ہو جاتا ہے کس / سرکشی سے آگ کو دیکھا ہے ہوتے ہم نے خس
لر تو سکتا ہے شکارِ ماہ و پرویں تو، مگر / پہلے اپنے آپ کو آئین کا پابند کر
گل کے زنداں خانہ میں رہ کر ہوا خوشبو بنی / اور بو پابند ہو کر نافۂ آہو بنی

جانبِ منزل رواں ہے انجمِ سیماب پا / کس قدر پابند ہے چلنے میں وہ آئین کا
سبزہ، جو پیدا نمو کے دینِ آئیں پر ہوا / ترک یہ آئین کیا، پامال ہو کر رہ گیا
متّصل چلتا ہے جب قانونِ لالہ بے گماں / کس قدر اس کی رگوں میں خوں رہتا ہے رواں
قطرے دریا بن گئے ہیں، وصل کے آئین سے / ذرّے صحرا بن گئے ہیں، وصل کے آئین سے
جب کہ آئیں سے ہر اک شے کا قوی دل ہو گیا / پھر تو اے ناداں کیوں آئین سے غافل ہو گیا
تو بھی آزاد اے مسلماں! اپنے آئیں سے نہ ہو / زینتِ گردن بنا لے پھر اسی زنجیر کو

شکوہ سخیِ سختیِ آئین نہ اے بے عمل
اور حدودِ مصطفےٰ سے اس طرح باہر نہ چل

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

مرحلۂ دوم۔ ضبطِ نفس

نفس ہے کس درجہ خود پرور ترا مثلِ شتر! ۔۔۔ خود سری، خود پرستی سے ہے اس کا سینہ پُر

مرد بن کر ہاتھ میں لے اپنے تو اس کی مہار ۔۔۔ تاکہ اس دنیا میں قائم ہو ترا عزّ و وقار

جو نہیں ہوتا ہے اپنے آپ پر فرماں روا ۔۔۔ وہ ہوا کرتا ہے تابع دوسروں کے حکم کا

آب و گِل سے تیرے پیکر کی رکھی جس دن بنا ۔۔۔ خوف و الفت کو تری تعمیر میں داخل کیا

خوفِ عقبیٰ، خوفِ دنیا، خوفِ ایماں، خوفِ جاں ۔۔۔ خوف کیسے! خوفِ آلامِ زمین و آسماں

حبِّ دولت، حبِّ جاہ و منصب، حبِّ وطن ۔۔۔ حبِّ فرزند اور حبِّ اقربا و حبِّ زن

امتزاجِ آب و گل تن پروری کی ہے دلیل ۔۔۔ کُشتۂ منکر ہمیشہ اور فحشا کا قتیل

ہاتھ میں جب تک رہے تیرے عصائے لا الٰہ ۔۔۔ ہر طلسمِ خوف کو باطل بنائے لا الٰہ

جس تنِ نازک میں حق کے زور سے جاں پڑ گئی ۔۔۔ اس کا سر باطل کے آگے جھک نہیں سکتا کبھی

خوف کو سینے میں اس کے راستہ ملتا نہیں ۔۔۔ یعنی اس کے دل میں غیر اللہ کا کھٹکا نہیں

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

خوش ہے وہ، اقلیمِ لا میں جو کوئی آباد ہے — کیا زن و فرزند ہر اک فکر سے آزاد ہے

ماسوا سے اس قدر کرتا ہے وہ قطعِ نظر — راہ میں حق کی گوارا اس کو ہے ذبحِ پسر

ہے اکیلا وہ ہجومِ فوج و لشکر پر گراں — جان بھی ارزاں ہے اس کو مثلِ بادِ بیکراں

لا الٰہ ہے اک صدف اور اس کا گوہر ہے نماز — اور دلِ مسلم کے حق میں حجِ اصغر ہے نماز

ہاتھ میں مسلم کے یہ شمشیرِ خوں آشام ہے — قتلِ فحشا، نہی و منکر بس اسی کا کام ہے

روزہ درماں ہے پیاس اور بھوک کے امراض کا — خیبرِ تن پروری کو توڑتا ہے برملا

فطرتِ مومن جلا پاتی ہے حجِ کعبہ سے — بھول جاتا ہے وطن کو مومن اس کے واسطے

ایسی طاعت، جو کہ اک سرمایہ جمیعت کا ہے — جس سے قائم ربط باہم فرد اور ملت کا ہے

حبِ دولت کو زکوٰۃِ مال کرتی ہے فنا — اور بناتی ہے مسلماں کو مساوات آشنا

اور حتیٰ تنفقوا سے دل کو کرتی ہے قوی — زر کی افزائش ہے اس سے، الفتِ زر کی کمی

واسطے تیرے یہ سب کچھ وجہِ استحکام ہے — پختہ ہے تو بھی، اگر محکم ترا اسلام ہے

یا قوی کے ورد سے رکھ اپنی طاقت برقرار
تاکہ تو اس اشترِ خاکی کا ہو جائے سوار

allurdubooks.blogspot.com

مرحلہ سوم۔ نیابتِ الٰہی

ہو گیا تو اپنے خاکی اونٹ پر جس دم سوار
تیرا سر تاجِ سلیمانی سے ہو گا تاج دار

تو جہاں آرا رہے گا جب تلک ہے یہ جہاں
ملکِ لا یبلیٰ کا سر پر تاج ہو گا بے گماں

اس جہاں میں نائبِ حق بن کے رہنا خوب ہے،
حکم راں ہونا عناصر پر بہت محبوب ہے،

حق کا نائب بالیقیں ہوتا ہے اس عالم کی جاں
ہے جہاں میں اس کی ہستی اسمِ اعظم کا نشاں

اس کو ہوتی ہے رموزِ جزو و کل پر آگہی
اور خدا کے حکم پر چلنا ہے اس کی زندگی

عرصۂ عالم میں جب کرتا ہے وہ خیمہ بپا
ختم کر دیتا ہے قصہ اس بساطِ کہنہ کا

وہ نمائش چاہتا ہے فطرتِ معمور کی
خود بنا لیتا ہے اپنے واسطے دنیا نئی

یہ جہاں کیا، سینکڑوں ایسے جہانِ جزو و کل
اس کی کشتِ فکر سے ہوتے ہیں پیدا مثلِ گُل

کام اس کا ہے کرے وہ پختہ ہر اک خام کو
اور بیت اللہ سے باہر کرے اصنام کو

تارِ دل مضراب سے اس کی ہمیشہ نغمہ زا
حق کی خاطر اس کا سونا، حق کی خاطر جاگنا

alurdubooks.blogspot.com

وہ بڑھاپے کو سکھا دیتا ہے آہنگِ شباب | اور بھر دیتا ہے ہر اک چیز میں رنگِ شباب

ذات ہے اس کی بشیرِ نوعِ انساں اور نذیر | اور سپاہی بھی، سپہ سالار بھی ہے اور امیر

مدعائے علّم الاسما اسی کی ذات ہے | سرِّ سبحان الذی اسریٰ اسی کی ذات ہے

اس کا روشن ہاتھ یارِ عصا سے ہے قوی | قدرتِ کامل صفت ہے، ایک اُمّی کے علم کی

ہاتھ میں لیتا ہے اس کی باگ جب وہ شہسوار | اور ہو جاتا ہے چابک یہ سمندِ روزگار

اس کی ہیبت خشک کر دیتی ہے رودِ نیل کو | مصر سے لیکر نکل جاتا ہے اسرائیل کو

اس کی قُم سے گورِ تن میں زندہ ہو جاتی ہے جاں | جس طرح سرو و صنوبر درمیانِ گلستاں

ہے جہاں کے واسطے توجیہِ محکم اس کی ذات | اور اس کے وسیلے سے سارے عالم کی نجات

اس کا سایہ ذرّے کو کرتا ہے خورشید آشنا | اس کے سرمائے سے یہ ہستیِ عالم بے بہا

اپنے اعجازِ عمل سے بخشتا ہے زندگی | اس کے اندازِ عمل کی شان ہے ہر دم نئی

اس کے نقشِ پا سے جلوے ہوتے ہیں پیدا ہزار | پھرتے ہیں سینا بہ سینا اس کے سو کلیم آوارہ وار

زندگی کی وہ بیان کرتا ہے تفسیریں نئی | اور خوابِ زیست کی کرتا ہے تعبیریں نئی

allurdubooks.blogspot.com

درحقیقت اس کی ہستی زندگی کا راز ہے
اور سازِ زندگی کی اک عجب آواز ہے

طبعِ موزوں بندِ فطرت خون ہو ہو جاتی ہے
تب کہیں اک بیت اسکی ذات کی بن آتی ہے

اپنی مُشتِ خاک جا پہونچی ہے اب گردوں کے پار
اس غبارِ تیرہ سے پیدا ہو شاید وہ سوار

اپنی اس خاکسترِ امروز میں اے باصفا!
شعلۂ فردائے عالم سوز ہے سویا ہوا

اپنے غنچے میں ہے پوشیدہ بہارِ گلستاں
آنکھ کو رکھتا ہے روشن صبحِ فردا کا سماں

شہسوارِ اشہبِ دوراں! خدارا جلد آ
اے فروغِ دیدۂ امکاں! جمال اپنا دکھا

آ، خدارا رونقِ ہنگامۂ ایجاد ہو
اور آنکھوں میں ہماری آ کے تو آباد ہو

آ، کہ پھر یہ شورشِ اقوام ہو جائے خموش
اپنے نغموں کو بنا دے آ کے تو فردوسِ گوش

آ، کہ قانونِ اُخوّت پھر جہاں میں عام ہو
بادۂ الفت کا ہر اک دل چھلکتا جام ہو

پھر جہاں میں لا خدا کے واسطے ایامِ صلح
جنگ کے شیدائیوں کو آ کے دے پیغامِ صلح

کشتِ زارِ نوعِ انساں کے لیے حاصل ہے تو
کاروانِ زندگی کے واسطے منزل ہے تو

کچھ نہیں چھوڑا گلستاں میں خزاں نے برگ و بار
آ، ہمارے باغ میں لے باغِ عالم کی بہار

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

سینکڑوں سجدے جوانوں اور بوڑھوں نے جس کے   آہ ہماری شرمگیں پیشانیوں سے ندر لے

پہلے تیری ذات سے مل جائے ہم کو اعتبار
پھر جہاں کے سونے سے ہو جائیں گے ہم سازگار

اسماءِ علیِ مرتضیٰؓ کے اسرار کی شرح میں

مُسلم اوّل، ولیِ حق، شہ مردان علیؓ   عشق والفت کے لئے سرمایۂ ایمان علیؓ
الفتِ صادق سے اس کے دودماں کی زندہ ہوں   اس محبت ہی سے ہیں مثلِ گہر تابندہ ہوں
نرگسِ حیراں ہوں میں وارفتۂ نظارہ ہوں   بوئے گل کی طرح اس کے باغ میں آوارہ ہوں
زمزم اُبلے میری مٹی سے تو ہے اس کا کرم   اور مرے انگور سے ٹپکے جو مے اس کا کرم
خاک ہوں، اسکی محبت سے مگر آئینہ ہوں   دیکھ لو آواز سینے میں، وہ روشن سینہ ہوں
دیکھ کر اس کی طرف حضرتؐ نے یہ فرما دیا   ملّتِ بیضا کا اس سے دبدبہ بالا ہوا
اور فرمایا کہ ہے یہ قوتِ دینِ مبین   آل سے اس کی سنورتے ہیں گے دُنیا اور دیں

allurdubooks.blogspot.com
Fayaz Akram

مرسلِ حق نے لقب اس کو دیا ہے "بوتراب"
حق نے فرمایا "یداللہ" اس پہ شاہد ہے کتاب

جانتا ہے جو کوئی دنیا میں رازِ زندگی
جان سکتا ہے وہی اسرارِ اسمائے علیؓ

وہ سیہ، تاریک مٹی نام ہے جس کا بدن
عقل جس کے ظلم سے ہے مبتلائے صد محن

فکرِ عالی کو زمیں پیما بنا دیتی ہے جو
آدمی کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے جو

ہاتھ میں جس کے ہوس رانی کی شمشیرِ دوسر
سالکانِ راہِ حق جس سے زبوں خستہ جگر

اپنا تابع اس کو جب شیرِ خدا نے کر لیا
کر دیا اس خاک کو روشن مثالِ آئینا

مرتضیٰ، تلوار سے جس کی ہوا حق کامیاب
ہو گیا اقلیمِ تن کو فتح کر کے "بوتراب"

aburdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

وہ جہاں میں مردِ کشور گیر کرّاری سے ہے
اس قدر اس کے گہر کی آب خودداری سے ہے

اس طرح دنیا میں ہو جائے جو کوئی بوتراب
پھیر کر لے آئے مغرب کی طرف سے آفتاب

اسپِ تن پر جس نے باندھا ہے یہاں مضبوط زیں
خاتمِ دولت پہ بیٹھا ہے وہی مثلِ نگیں

ہے شکوہِ خیبر اس عالم میں پیروں کے تلے
اُس جہاں میں ہاتھ اس کا قاسمِ کوثر بنے

وہ خود آگاہی کی دولت سے یداللّٰہی کرے
اور یداللّٰہی کی قوت سے شہنشاہی کرے

اس کی ذات پاک ہے "در دانۂ شہرِ علوم"
زیرِ فرماں اسکے ہیں چین و حجاز و شام و روم

تابع فرماں بنالے تو بھی اپنی خاکؓ کو
تا ترے انگور سے پیدا شراب ناب ہو

خاک ہو جانا تو ناداں! مذہب پروانہ ہے
باپ بن اس خاک کا، یہ شیوۂ مردانہ ہے

سخت ہو پتھر سا اے گُل کی طرح نازک بدن
تاکہ قائم تجھ سے ہو بنیادِ دیوارِ چمن

خاک سے تیری بنے انسان، وہ تدبیر کر
اور انساں کے لئے تازہ جہاں تعمیر کر

گر بنائے گا نہ تو اپنے لئے دیوار و در
تیری مٹی سے بنائے جائیں گے غیروں کے گھر

اے کہ جورِ آسماں سے ہے بہت بیزار و تنگ
اے کہ تیرا جام ہے فریادی بیدادِ سنگ

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

بے خبر! یہ نالہ و فریاد و ماتم کب تلک!
کب تلک یہ سینہ کوبیہائے پیہم کب تلک!

کوششِ پیہم میں پوشیدہ ہے مضمونِ حیات
لذتِ تخلیق ہے در اصل قانونِ حیات

اٹھ کے پھر اک بار خلاقِ جہاں تازہ ہو
آگ میں گر کر، چمن آرا خلیل آوازہ ہو

گر جہانِ نامساعد سے تجھے چارا نہیں
کیا یہ میداں میں سپر انداز ہو جانا نہیں!

جو کوئی اپنی خودی سے ہے جہاں میں پختہ کا
ہوتی ہے اس کے موافق گردشِ لیل و نہار

اور اگر ہوتا نہیں اس کے موافق یہ جہاں
جنگ کرتا ہے وہ دورِ آسماں سے بے گماں

کھود کر رکھ دیتا ہے بنیادِ موجودات کو
اور عطا کرتا ہے اک ترکیبِ نو ذرّات کو

ڈھالتا ہے طرزِ نو میں گردشِ ایّام کو
اور بدل دیتا ہے یکسر چرخِ نیلی فام کو

اپنی قوت سے وہ کرتا ہے جہاں میں آشکار
وہ زمانہ، جو طبیعت سے ہو اس کی سازگار

آزماتا ہے جہاں میں صاحبِ قلبِ سلیم
کر کے اپنے زر کو صرفِ مہمّاتِ عظیم

ہے مزا الفت کا دشواری میں اے مردِ عقیل
پھول چننا آگ کے شعلوں سے مانندِ خلیل

قوتیں رکھتے ہیں پوشیدہ بہت مردانِ کار
جن کو کرتی ہے فقط مشکل پسندی آشکار

اور کم ظرفوں، کمینوں کا ہے شیوہ دشمنی
ہے اسی آئین پر موقوف ان کی زندگی

زندگانی ہے جہاں میں قوت و سطوت کا نام
اور سرمایہ ہے اس کا ذوقِ استیلا تمام

عفوِ بے جا ہے دلیلِ سردیِ خونِ حیات
داغ دار سکتہ اس سے بیتِ موزونِ حیات

کاہلی ہے جو کوئی قعرِ مذلت میں رہا
ناتوانی کا قناعت نام اس نے رکھ لیا

ناتوانی زندگی کی راہ کا رہزن ہے دیکھ
اور شکم خوف و ریا سے اس کا آبستن ہے دیکھ!

allurdubooks.blogspot.com
Fayaz Akram

اس کا باطن ہے مکارم اور فضائل سے تہی
شیر ہے اس کے ذمائم کو ہے حاصل فربہی

ہوشیار و باخبر! اے صاحبِ عقلِ سلیم!
بیٹھتا ہے سینکڑوں گھاتوں میں یہ پُرفن غنیم

گر بصیرت تجھ کو حاصل ہے فریب اس کا نہ کھا
مثلِ حربا رنگ ہر دم اس کا ہے بدلا ہوا

اس کی صورت کو خردمندوں نے پہچانا نہیں
کیونکہ بے پردہ کسی کو یہ نظر آتا نہیں

رحم اور نرمی کبھی بنتی ہے اس کی پردہ دار
اور کبھی یہ اوڑھ لیتا ہے ردائے انکسار

اس کا پردہ ہے کبھی مجبوری و بےچارگی
اور نقاب اس کا کبھی معذوری و بے مایگی

جب کہ تن آسانی کی صورت میں یہ ظاہر ہوا
صاحبِ قوت کا دل بھی ہاتھ سے جاتا رہا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اور توانائی جہاں بھی ہے صداقت ساتھ ہے
ساری خوبی دین اور دنیا کی اس کے ہاتھ ہے

زندگی ہے کشت زار، اور اس کا حاصل زور ہے
بلکہ تفسیرِ رموزِ حق و باطل زور ہے

مدعی، قوت کا جو دنیا میں مایہ دار ہے
اس کا دعویٰ بے نیازِ حجّت و تکرار ہے

زور سے ہوتی ہے باطل میں بھی پیدا شانِ حق
قوتوں سے اپنی کر دیتا ہے یہ بطلانِ حق

اس کی کُن سے زہر ہو جاتا ہے کوثر کی مثال
خیر کو کہہ دے جو شر، ہو جائے شر بے قیل و قال

آہ! آدابِ امانت سے ہوا وہ بے خبر
جس کو خالق نے بنایا دو جہاں سے خوب تر

ایسا ناواقف نہ رہ تو زندگی کی راہ سے
اے مسلماں! ظالم و جاہل ہو غیر اللہ سے

اے برادر چشم و گوش و لب تو اپنے کھول دے
مجھ پہ ہنس لینا جو راہِ حق نہ مل جائے تجھے

حکایت ایک نوجوانِ مروزی کی جو حضرت سید مخدوم علی ہجویریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ظلم اعدا سے فریاد کرنے لگا۔

allurdubooks.blogspot.com

سیّدِ ہجویرؒ، وہ آقا و مخدومِ امم
جس کی تربت پیرِ سنجرؒ کے لئے بیت الحرم

کر کے طے جس نے کہستانوں کا مشکل سلسلا
ہند کی بنجر زمیں میں تخم سجدہ بو دیا

زندہ اس کی ذات سے پھر عہدِ فاروقی ہوا
اس نے پھر دنیا میں حق کا بول بالا کر دیا

وہ جہاں میں پاسبانِ عزّتِ اُمّ الکتاب
اس کی چشمِ حق نگر سے خانۂ باطل خراب

خاکِ پنجاب اس مسیحا دم سے زندہ ہو گئی
نور سے اسکے ہماری صبح پیدا ہو گئی

عاشقِ کامل جہاں ہیں، قاصدِ طرّازِ عشق / آشکار اس کی جبینِ پاک سے اسرارِ عشق

آؤ، میں اس کی سناتا ہوں تمہیں اک داستاں / اک کلی میں بند کرتا ہوں گلستاں کا بیاں

اک جوانِ خوب جو قامت میں مثلِ سرو تھا / چل کے شہرِ مرو سے لاہور میں وارد ہوا

اور ہوا حاضر حضورِ سیّد والا جناب / تا کرے دور اس کی تاریکی کو نورِ آفتاب

عرض کی حضرت سے محصورِ صفِ اعدا ہوں میں / ہر طرف پتھر کی بارش بیچ میں مینا ہوں میں

مجھ کو سکھلا دے خدارا اے شہِ گردوں مکاں / کس طرح رہتے ہیں زندہ دشمنوں کے درمیاں

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

پیرِ روشن دل، کہ اسکی ذات میں شانِ جمال / ایسی وابستہ جلال و شان سے تھی گویا جلال

یوں لگا کہنے کہ، اے نامحرمِ رازِ حیات / تیری نظروں میں نہیں انجام و آغازِ حیات

بے خبر! تو فارغِ اندیشۂ اغیار ہو / قوتِ خوابیدہ ہے تو بھی ذرا بیدار ہو

آپ پر جس دم گماں شیشہ کا پتھر نے کیا / شیشہ بن کر کیا لیا پھر ٹوٹ جانے کے سوا

راہ رو نے ناتواں اپنے کو جب باور کیا / اپنے نقدِ جاں کو رہزن کے حوالے کر دیا

کب تلک کہتا رہے گا آپ کو تو آب و گل / بے خبر! ہے طور کے جلووں کا حامل تیرا دل

دوستوں سے کس لئے ہوتا ہے ایسا سرگراں / کس لئے ہوتا ہے ناداں شکوہ سنجِ دشمناں

تجھ سے سچ کہتا ہوں میں، دشمن بھی تیرا یار ہے / اس کی ہستی تیرے حق میں رونقِ بازار ہے

ہے جو اس دنیا میں دانائے مقاماتِ خودی / جانتا ہے فضلِ ایزد، ہے اگر دشمن قوی

کشتِ انساں کے لئے دشمن ہے مانندِ سحاب / اس سے امکاناتِ انسانی میں برپا انقلاب

سنگِ رہ ہوتا ہے پانی، ہے اگر ہمت قوی / کوہ و صحرا میں بھلا سیلاب رکتا ہے کبھی

سنگِ رہ ہوتا ہے مردوں کو فسانِ تیغِ عزم / قطعِ منزل سے ہے مقصد امتحانِ تیغِ عزم

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

مثلِ حیواں کھانا پینا اور سونا ہیچ ہے / گر خودی محکم نہیں تو تیرا ہونا ہیچ ہے

آپ کو اپنی خودی سے تو اگر محکم کرے / پھر اگر چاہے، جہاں کو درہم و برہم کرے

چاہتا ہے گر فنا تو آپ سے آزاد ہو / گر بقا منظور ہے تو آپ میں آباد ہو

موت ہے اپنی خودی کو بھول جانا جانِ من / تو سمجھتا ہے کہ مرنا ہے فراقِ جان و تن

پہلے یوسفؑ کی طرح اپنی خودی میں کر مقام / پھر اسیری سے شہنشاہی کی جانب کر خرام

پاس رکھ اپنی خودی کا اور مردِ کار ہو / مردِ حق بن جانِ من! اور حاملِ اسرار ہو

شرحِ رازِ عشق قصّوں میں بیان کرتا ہوں میں
پھول کو زورِ نفس سے گلستاں کرتا ہوں میں

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں [۱]

(مولانا رومؒ)

حکایت اُس پرندے کی جو پیاس کے مارے بیتاب تھا

اک پرندہ پیاس سے کچھ اس قدر بیتاب تھا
دل نہ تھا پہلو میں اس کے پارۂ سیماب تھا

باغ میں ہیرے کا اک ٹکڑا نظر آیا اسے
پیاس کی شدت سے قطرہ آب کا سمجھا اُسے

کھا گیا کیسا فریب ریزۂ خورشید تاب!
سنگ پر اس مرغِ ناداں کو ہوا وسواسِ آب

لیکن اُس ہیرے سے وہ پانی نہ حاصل کر سکا
خوب ہی ٹھونگیں لگائیں اور تھک کر رہ گیا

اس سے وہ الماس بولا اے گرفتارِ ہوس!
لے کہ تو کرتا ہے مجھ پر تیز منقارِ ہوس!

بے خبر! پانی کا میں قطرہ نہیں، ساقی نہیں
میں جہاں میں دوسروں کے واسطے باقی نہیں

تو مرے در پے ہوا ہے کس قدر دیوانہ ہے!
کیوں حیاتِ خود نما کے راز سے بیگانہ ہے؟

زہرِ قاتل ہے یہ پانی آدمی کے واسطے
دیکھنا ٹکڑے نہ اڑ جائیں تری منقار کے

---

[۱] ترجمہ۔ ہے بہت اچھا محبت میں کہ رازِ دلبراں
دوسروں کی بات کے پردے میں ہو جائے بیاں

اس کا مقصد جبکہ ہیرے سے نہ حاصل ہو سکا
وہ پرندہ اس سے نا امید ہو کر چل دیا

جب کہ ارمانوں کا اس کے اس طرح خوں ہو گیا
نغمہ لب پر بن کے فریاد و فغاں آنے لگا

اتنے میں آیا نظر شبنم کا قطرہ پھول پر
تھا وہاں جو مثلِ اشکِ چشمِ بلبل جلوہ گر

اس کی آب و تاب تھی محوِ سپاسِ آفتاب
اور اس کے جسم پر غالب ہراسِ آفتاب

ایسا تارہ جس کی عادت رم جو گردوں زادہ تھا
اور جو دم بھر نمائش کے لئے استادہ تھا

باغ میں آ کر فریبِ غنچہ و گل کھا گیا
زندگی سے اپنی کچھ بہرہ نہ حاصل کر سکا

دیکھنے میں جیسے اشکِ عاشقِ دلدادہ ہو
جو سرِ مژگاں ٹپکنے کے لئے آمادہ ہو

وہ پرندہ اُڑ کے جب اُس شاخ کے نیچے گیا
قطرۂ شبنم ٹپک کر اس کے منہ میں آ گرا

اے عدوئے جاں سے بچنے کے لئے مضطر ہے تو
پوچھتا ہوں تجھ سے میں، قطرہ ہے یا گوہر ہے تو؟

جب پرندہ پیاس کی شدت سے جاں بر لب ہوا
دوسرے کی زندگی کو اپنا سرمایہ کیا

قطرہ نرم اندام و نازک تھا تو آخر مٹ گیا
ریزۂ الماس تھا موجود لیکن وہ نہ تھا

بے خبر حفظِ خودی کے راز سے اک دم نہ ہو
ریزۂ الماس ہو اور قطرۂ شبنم نہ ہو

پختہ فطرت اس جہاں میں صورتِ کہسار بن | اور پھر تو حاملِ صد ابر گوہر بار بن

تو بھی اثباتِ خودی سے مردِ خوش انجام ہو | بستہ کر پارے کو اپنے اور سیمِ خام ہو

اک نیا نغمہ سنا، لے ہاتھ میں سازِ خودی
برملا کہہ دے بس اب دنیا سے تو رازِ خودی

حکایت الماس و زُغال

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

پھر میں رُخسارِ حقیقت سے اٹھاتا ہوں نقاب | پھر سناتا ہوں تجھے اک داستانِ لاجواب

ایک دن کہنے لگا ہیرے سے معدن میں زغال | اے کہ تو سرمایہ دارِ جلوہ ہائے لازوال

یار ہیں، ہمدم ہیں، یکساں ہے ہماری ہست و بود | ایک ہے دنیا میں تیری اور مری اصلِ وجود

میری قسمت میں مگر لکھا ہے کیوں مرنا یہاں | اور تری قسمت میں ہو نازِ زینتِ تاجِ شہاں ؟

میں تو وہ بدشکل، بہتر ہے کہیں مجھ سے یہ خاک ! | اور تیرے حسن سے آئینہ کا دل بھی ہے چاک

میری تاریکی سے روشن ہے بہت مجمر کا نام | اپنے جوہر کو جلا کر خاک کرنا میرا کام

مجھ کو ٹھکرا دیتے ہیں سب پائے استحقار سے / اور جلاتے ہیں مرا جی سینکڑوں آزار سے
اس سروساماں پہ مجھ کو کیوں نہ رونا چاہیئے؟ / کیا کسی کا یہ سروساماں بھی ہونا چاہیئے؟
انجمادِ دود پر ہے زندگی کا انحصار / اک شرارِ جستہ کا لے دے کے میں سرمایہ دار
تیری صورت اور سیرت دونوں ہیں انجم مثال / نور یہ نو جلووں کا مالک ہے ترا حسن و جمال
گاہ روشن تجھ سے آنکھیں قیصر و فغفور کی / گاہ زیبائش ہے تجھ سے دستۂ ساطور کی
یہ کہا ہیرے نے اس سے اے رفیق نکتہ بیں! / خاکِ تیرہ پختہ ہو کر بنتی ہے روشن نگیں
اپنے گرد و پیش سے ہوتی ہے جب مصروف جنگ / پختہ ہوتی ہے وہ اس پیکار سے مانندِ سنگ
پختگی سے میرا پیکر بھی سراپا نور ہے / میرا سینہ سینکڑوں جلووں سے رشکِ طور ہے
خوار ہے دنیا میں تو اپنے وجودِ خام سے / اور پڑا جلتا ہے اپنی نرمیِ اندام سے
کون کہتا ہے گرفتارِ غم و وسواس ہو / پختہ مثلِ سنگ ہو کر تو بھی اک الماس ہو
ہوتے ہیں اس کی ضیا سے دونوں عالم مستنیر / جو کہ ہوتا ہے جہاں میں سخت کوش و سخت گیر
سنگِ اسود کیا نہیں اک مشتِ خاک اے بے خبر! / وہ نکالا ہے گریبانِ حرم سے جس نے سر

Faraz Akram

رتبہ اس کا طورِ سینا سے مگر بالا ہوا　　اس جہاں میں بوسہ گاہِ اسود و احمر بنا

الغرض ہے پختگی میں آبروئے زندگی
ناتوانی، ناکسی کی اصل ہے ناپختگی

شیخ و برہمن کی حکایت اور گنگا و ہمالیہ کا مکالمہ

اس باب میں کہ حیاتِ ملّی کا تسلسل قوم کی روایاتِ مخصوصہ کے مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے پر موقوف ہے۔

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اک برہمن تھا بنارس میں نہایت محترم　　جو ہمیشہ رہتا تھا غرقِ یم بود و عدم

علم اور حکمت کا بھی رکھتا تھا سرمایہ بڑا　　عارفانِ حق کا بھی دل سے ارادت مند تھا

ذہن تھا اس کا رسا اور فکر جدّت آفریں　　عقل تھی چالاک اور ادراک تھا کیواں نشیں

تھا مکاں اس محترم کا صورتِ عنقا بلند　　مہر و مہ تھے شعلۂ افکار پہ اسکے سپند

ایک مدت کچھ نہ پایا خونِ ارماں کے سوا　　معرفت کے جام سے بے بہرہ ساقی نے رکھا

بوستانِ علم و حکمت میں بچھا رکھا تھا جال — طائرِ معنیٰ کا تھا اس جال میں آنا محال

ناخنِ تدبیر خون آلود ہو کر رہ گیا — عقدۂ بود و عدم لیکن نہ اس سے کھل سکا

ایک دن آخر گیا اک عارفِ کامل کے پاس — مردِ صاحب حال یعنی شیخِ اہلِ دل کے پاس

اور اس کی گفتگو کو غور سے سننے لگا — چپ رہا ایسا کہ گویا بت بنا بیٹھا رہا

شیخ یوں کہنے لگا اس طائفِ افلاک سے — باندھ لے ناداں ذرا عہدِ وفا اس خاک سے

جب سے تو آوارۂ کوہ و بیاباں ہو گیا — تیری پروازِ تخیّل کی نہیں کچھ انتہا

خاک کے ذرّوں سے ہو کر بے نیاز اے بیخبر! — فکرِ بے حاصل برائے گوہرِ انجم نہ کر!

میں نہیں کہتا بتوں سے دور رہ، بیزار ہو — تو جو کافر ہے تو پہلے لائقِ زنّار ہو

اے امانت دارِ تہذیبِ کہن ہو، سُن تو ذرا! — یوں نہ ٹھکرا مسلکِ آبا کو تو بہرِ خدا!

جب کہ ہے وابستہ جمعیت سے ملت کی حیات — کفر بھی سرمایہ جمعیت کا ہے اے نیک ذات!

جب کہ رسمِ کافری ہی میں ابھی کامل نہیں — تو یقیناً درخورِ طوفِ حریمِ دل نہیں

دور ہم تم جا پڑے ہیں جادۂ تسلیم سے — دور ہے آذر سے تو، میں دور ابراہیم سے

allurdubooks.blogspot.com

قیس ہو کر بھی جنونِ عشق میں کامل نہیں
قیس ہی اپنا ابھی سودائی محمل نہیں!

تو نے جب اپنی خودی کی شمع کو گُل کر دیا
آسماں پیما تخیّل ہو گیا، تو کیا ہوا!

تھام کر کہسار کے دامن کو دستِ موج سے
یوں ہمالہ سے کہا اک روز رودِ گنگ نے

"اے کہ ہے صبحِ ازل سے تو برابر یخ بدوش
اور دریاؤں سے ہے تیرا بدن زنّار پوش

حق نے گو تجھ کو کیا ہے محرمِ چرخِ بریں
پر تجھے حاصل خرامِ ناز کی لذّت نہیں

طاقتِ رفتار سے محروم تجھ کو کر دیا
اس وقارِ رفعت و تمکین میں آخر کیا ملا؟

زندگانی ہے جہاں میں حرکتِ پیہم کا نام
جس طرح ہے موج کی ہستی فقط اک رم کا نام"

کوہ نے دریا سے جب یہ طعنۂ بیجا سنا
مثلِ بحرِ آتشیں پُر غیظ ہو کر یوں کہا

"اے کہ خود کو دیکھتا ہوں میں ترے آئینے میں
تیرے جیسے سینکڑوں دریا ہیں میرے سینے میں

یہ خرامِ ناز ہے نادان! سامانِ فنا
کھو دیا جس نے خودی کو ہے وہ شایانِ فنا

تو، کہ ہے رازِ خودی سے مطلقاً ناآشنا
اس لئے نقصان کو سمجھا ہے تو نے فائدہ!"

...books.blogspot.com
Faraz Akram

مذہبِ ہندو میں تو لاریب گردوں زادہ ہے — پر یقیناً تجھ سے بہتر ساحلِ افتادہ ہے

تو نے قلزم کے حوالے اپنی ہستی کو کیا — آہ ناداں! نقدِ جاں کو نذرِ رہزن کر دیا!

مثلِ گل خود دار رکھ گلشن میں اپنے آپ کو — نشرِ بو کے واسطے منت کشِ گلچیں نہ ہو

زندگی در اصل اپنے آپ بڑھنے کا ہے نام — اور خیابانِ خودی سے پھول چننا اس کا کام

قرن گذرے اس طرح مجھ کو کھڑے اے پُر غرور — تو گماں کرتا ہے ہوں میں کس قدر منزل سے دور

میری ہستی بڑھتے بڑھتے ہو گئی گردوں مقام — گرد میری رفعتوں سے، ہے ثریا جس کا نام

اپنی ہستی کو کیا گلشن میں تو نے بے نشاں — اور ہے مسجودِ انجم میری چوٹی بے گماں

دیکھتی ہیں میری آنکھیں صاف اسرارِ فلک — کان سنتے ہیں مرے آوازِ پرہائے ملک

جب سے سوزِ سعیِ پیہم نے جلایا ہے مجھے — آ پڑے لعل و گہر کے ڈھیر میرے سامنے

"در درونم سنگ و اندر سنگ نار — آب را بر نارِ من نبود گزار"[1]
(مولانا رومؒ)

ایک قطرہ ہی سہی تو آپ کو ضائع نہ کر — بڑھ کے قلزم سے نبرد آرا ہو، طوفان سے نہ ڈر

آب گوہر کر کے حاصل تو بھی گوہر ریزہ ہو — اور کسی شاہد کے کانوں کے لئے آویزہ ہو

allurdubooks.blogspot.com
Ejaz Akram

---

[1] ترجمہ ۔ پتھروں میں میرے پنہاں آگ کو دیکھا نہیں؟ آگ تک میری گزر پانی کا ہو سکتا نہیں۔

یا بلند اپنی خودی کو کر، سبک، فنا ہو — ابر برق انداز ہو یا ابرِ دریا بار ہو

تا سمندر تیرے آگے گدیہ طوفان کرے — بلکہ تجھ سے شکوہ ہائے تنگیِ داماں کرے

اور کمتر آپ کو سمجھے وہ موج آب سے

خاکساری سے ترے قدموں میں آکر گر پڑے"

اس بیان میں کہ مسلمان کی زندگی کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور جہاد، اگر اس کا محرک جوع الارض ہے تو مذہب اسلام میں حرام ہے۔

اے مسلمان! صبغۃ اللہ سے خودی کو رنگ دے — عشق کو سرمایہ ناموس و نام و ننگ دے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

عشق ہے مسلم کی فطرت میں تو اک قاہر ہے وہ — مسلم اور عاشق نہ ہو، مسلم نہیں کافر ہے وہ

کام ہے مسلم کا ہر دم تابع حکم خدا — اُس کا کھانا، اُس کا پینا، اُس کا سونا، جاگنا

مرضیِ حق، مرضیِ مومن میں ہو جاتی ہے گم — بات کو میری مگر باور بھی کر سکتے ہو تم؟

خیمہ زن میدانِ الا اللہ میں ہے اسکی ذات — شاہدِ حق نوعِ انسان میں ہے وہ والا صفات

چھوڑ قیل و قال تا حاصل مقام حال ہو — نور حق سے کر منور ظلمتِ اعمال کو

بادشاہی میں تجھے درویش رہنا چاہیئے — یعنی حق بیں اور حق اندیش رہنا چاہیئے

اپنے کاروبار کی غایت بنا قربِ خدا — جنگ بالکل خیر، اگر منظور ہے اس کی رضا

اور جو حق تلوار سے اس کی نہیں ہوتا بلند — جنگ کرنا قوم کے حق میں نہیں ہے سودمند

کیا سنا تو نے کبھی نامِ میاں میرِ ولی؟ — ہر خفی تھا جس کے نورِ جاں سے دنیا میں جلی

اتباعِ مصطفےٰ آئیں جس کا ہر انداز تھا — نغمۂ عشق و محبت کے لئے اک ساز تھا

اس کی تربت آج بھی اس شہر کا ایمان ہے — مشعلِ نورِ ہدایت ہے ہمارے واسطے

allurdubooks.blogspot.com

جبہ فرسا آستاں پر جس کے ساتوں آسماں — تھا مریدِ کمتریں اس کا شہِ ہندوستاں

تھا مگر وہ بادشہ اک بندۂ حرص و ہوا — قصدِ تسخیرِ ممالک دل میں رکھتا تھا سدا

لحظہ لحظہ مانگتی تھی طمع اک شہر جدید — اور لبِ شمشیر پر تھا نغمۂ ھل من مزید

وہ زمانہ ہے کہ ہنگامے دکن میں ہیں بپا — اور اک لشکر شریکِ جنگ ہے اس شاہ کا

شیخ کی خدمت میں آیا وہ شہِ ہندوستاں — تاکہ ہو اس کی دعا سے کامیاب و کامراں

بھاگ آتا ہے مسلماں سوئے حق انجام کار — اپنی تدبیروں کو کرتا ہے دعا سے استوار

شیخ سن کر گفت گوئے شاہ کو خاموش تھا
اور بزمِ شیخ میں ہر اک سراپا گوش تھا

آن پہنچا اتنے ہی میں اک مریدِ باصفا
نذر اک چاندی کا سکّہ شیخ کو کرنے لگا

عرض کی منظور کر اے پیر! یہ نذرِ حقیر
اے کہ تو بھٹکے ہوؤں کا ہے جہاں میں دستگیر

ہو گیا ہے تن بدن محنت سے میرا چور چور
تب ہوا ہے یہ درم مجھ کو میسّر اے حضور!

شیخ نے فرمایا، یہ حق ہے ہمارے شاہ کا
جو کہ ہے پیراہنِ شاہی میں پوشیدہ گدا

گرچہ ہے وہ حکمرانِ انجم و خورشید و ماہ
ہے مگر نادار بھی سب سے سوا یہ بادشاہ

allurdubooks.blogspot.com

دوسروں کے خوان پر رکھتا ہے یہ اپنی نظر
اس کی جوع الارض سے ہے اک جہاں زیر و زبر

قحط اور طاعون اس کی تیغ کی برکات سے
اک جہاں ویرانہ اس کے شوقِ تعمیرات سے

خلق ہے فریاد میں کس درجہ اس نادار سے!
اس تہی دستی کے مارے اس ضعیف آزار سے!

سطوت و شوکت ہے اس کی دشمنِ اہلِ جہاں
یہ ستم گر راہ زن، اور نوعِ انساں کارواں

ہو کے بدمستِ خیالِ خود فریب و فکرِ خام
رکھتا ہے نادان یہ تاراج کا تسخیر نام

اک طرف ہے فوجِ شاہی اک طرف فوجِ غنیم
اس کی جوعِ ارض سے دونوں کا دل یکساں دو نیم

بھوک ہوتی ہے گدا کی آتش جان گدا
بھوک ہے سلطاں کی ملک قوم کے حق میں قضا

غیرحق کے واسطے خنجر ہو جس کا بے نیام

ہے یقیں اول اسی کا کام ہو جاے تمام

میرنجات نقش بند کی نصیحت جو باباۓ صحرائی کے نام سے مشہور ہیں اور نصیحت مسلمانانِ ہند کے لئے تحریر فرمائی ہے ۔

اے کہ مثلِ گل اگا ہے خاک سے کچھ غور کر!
تیری ہیدائش بھی ہے بطنِ خودی سے بیخبر!

تو خودی سے چھوڑ تا تیرا لقا انجام ہو
قطرہ بن کر رہ مگر ایسا کہ بحر آشام ہو

اے کہ انوار خودی سے مثلِ جام جم ہے تو!
گر خودی کو تو نے محکم کر لیا محکم ہے تو

فائدہ تیرا ہے جس میں بس یہی سودا ہے وہ
جس کو یہ دولت ملے، سردار بن جاتا ہے وہ

ہست ہو کر نیستی سے تو ہراساں ہو گیا
اے تنے قرباں کیوں اس درجہ ناداں ہو گیا!

سن رہا ہوں متّصل آوازِ سازِ زندگی
اس لئے تجھ سے بیاں کرتا ہوں رازِ زندگی

ڈوب جا گو ہر صفت اپنی خودی میں بے عمل!
شوق سے پھر اپنی خادت گاہ سے باہر نکل

alurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

اپنی خاکستر سے اے ناداں شرار اندوز ہو — شعلہ بن کر اپنی گرمی سے نظر افروز ہو

چھوڑ دے یہ محنت چل سالہ اے مردِ گزاف! — شعلۂ جوالہ کے مانند کر اپنا طواف

زندگانی ہے طوافِ غیر سے چھُٹنے کا نام — جان لینا یعنی اپنے آپ کو بیت الحرام

بازوئے ہمت سے اُڑ، اس خاک سے آزاد ہو — مثلِ طائرِ بے نیازِ خطرۂ افتاد ہو

اور اگر طائر نہیں ہے تو، تو پھر بہرِ خدا — اس اندھیرے غار پر اپنا نشیمن مت بنا

اے کہ تو رکھتا ہے اپنے سر میں سودائے علوم! — میں سناتا ہوں تجھے غافل پیامِ پیرِ رومؔ

علم را بر تن زنی مارے بود — علم را بر دل زنی یارے بود[1] (رومی)

کیا کبھی تو نے سنا ہے قصۂ مولائے رومؔ؟ — وہ، کہ تھا جس کا حلب میں مکتبِ درسِ علوم

پاؤں میں جس کے پڑی زنجیر توجیہاتِ عقل — جس کی کشتی ہو گئی طوفانیٔ ظلماتِ عقل

ایسا موسیٰ جس نے دیکھا ہی نہیں سینائے عشق — جو نہیں واقف کہ ہے کیا لذتِ سودائے عشق

جو تشکک کا بیاں کرتا تھا یا اشراق کا — علم و حکمت کے پروتا تھا جو موتی بے بہا

وہ کہ حکمت اسکی مشائیں کی عقدہ کشا — ہر خفی کو جس کے نورِ فکر نے ظاہر کیا

---

[1] ترجمہ ۔ علم اگر ہے تن کی خاطر ترے حق میں مار ہے — دل کی خاطر ہے تو وہ تیرا رفیق و یار ہے

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

سامنے اس کے رہا کرتا تھا انبارِ کتب
اپنے مکتب میں بیاں کرتا تھا اسرارِ کتب

پیرِ تبریزؔ از رہِ تعمیلِ ارشادِ کمالؔ
ڈھونڈتا تا اک روز آیا مکتبِ ملّا جلالؔ

اور کہا رومیؔ سے یہ غوغائے قیل و قال کیا؟
یہ قیاس و وہم یہ برہان و استدلال کیا؟

مولوی صاحب نے فرمایا بس اے ناداں بول
کیا مقالاتِ خرد کو تو نے سمجھا ہے ٹھٹھول؟

میرے مکتب سے نکل جا بس اسی میں خیر ہے
تو ہے ناداں، جہل اور حکمت میں باہم بیر ہے

یہ ہمارا قال تیری فہم سے ہے ماورے
شیشۂ ادراک کو دیتا ہے یہ نور و صفا

شمس تبریزی نے جس دم یہ سنا طیش آ گیا
اور پیدا دل سے اس کے شعلۂ آتش ہوا

اور زمیں پر جا پڑی جس وقت وہ برقِ نظر
اس کے سوزِ دم سے اٹھے خاک سے اک دم شرر

آتشِ دل نے جلایا خرمنِ ادراک کو
اور خاکستر کیا اس دفترِ ناپاک کو

مولوی جو تھا ابھی بیگانۂ اعجازِ عشق
مطلقاً نا آشنائے نغمہائے سازِ عشق

بولا گھبرا کر کہ "یہ کیا تو نے اے ناداں کیا؟
دفترِ اربابِ حکمت نذرِ آتش کر دیا!"

شیخ نے اس سے کہا "اے کافرِ مسلم نما!
یہ ہے ذوق و حال، تو اس کو سمجھ سکتا ہے کیا!"

Faraz Akram

یہ ہمارا حال تیری فکر سے ہے مادری — غور سے دیکھے تو شعلے ہیں ہمارے کیمیا

تو نے اپنا ساز و سامان برفِ حکمت کو کیا — ہے تگرگ افشاں ہمیشہ ابر تیری فکر کا

آگ روشن کر کوئی اپنے خس و خاشاک سے — اور کر شعلہ کوئی تعمیر اپنی خاک سے

علمِ مسلم غیر سوزِ دل نہیں ہوتا تمام — اور اسلام اصل میں بس ترکِ آفل کا ہے نام

قیدِ آفل سے جو ابراہیمؑ نے پائی نجات
بن گئی آگ اس کے حق میں گلشنِ مینو صفات

Faraz Akram

علمِ حق کی تجھ کو اے ناداں! کچھ پروا نہیں — ایک روٹی کے لئے مارا ہے تو نے نقدِ دیں

جستجوئے سرمہ رکھتی ہے تجھے زار و حزیں — اور اپنی سرمگیں آنکھوں سے تو واقف نہیں

شوق سے تو مانگ لے خنجر سے بھی آبِ بقا — اور دہانِ اژدہا سے آبِ کوثر کا مزا

سنگِ اسود مانگ جا کر بے دھڑک بتخانے سے — مشکِ نافہ کی تمنا کر سگِ دیوانہ سے

پر نہ لینا دانشِ حاضر کے آگے دل کا نام — معرفت کے کیف سے خالی ہے اس کافر کا جام

مدتوں مجھ کو تگ و دو میں رکھا ہے بیقرار — تب کہیں تہذیبِ حاضر کا ہوا ہوں رازدار

باغبانوں نے لیا ہے خوب میرا امتحاں　　تب کیا ہے مجھ کو آخر رازدانِ گلستاں
لالہ زارِ درسِ عبرت ہے یہ گلزارِ خوشاب　　کاغذی پھولوں کے مانند ایک نکہت کا سراب
گر گیا جس وقت نظروں سے مری یہ گلستاں　　شاخِ طوبیٰ پر بنایا میں نے اپنا آشیاں
علمِ حاضر ہے اسے ناداں! بڑا بھاری حجاب　　بت پرستی، بت فروشی، بتگری ہیں لاجواب
اس کو زندانِ مظاہر کی ہوا راس آ گئی　　اس حدِ درسِ سے یہ باہر نہیں نکلا کبھی
راستے میں زندگی کے تھک کے آخر رہ گیا　　اپنے ہاتھوں سے گلے پر اپنے خنجر رکھ دیا
آگ رکھتا ہے، مگر مانند لالہ سرد ہے　　شعلہ رکھتا ہے، مگر مانندِ ژالہ سرد ہے
اس کی فطرت رہ گئی محرومِ سوزِ عشق ہے　　اس جہانِ جستجو میں اس لیے ناشاد ہے
عشق ہے بے شبہ افلاطونِ علتہائے عقل　　عشق کے نشتر سے پُرخوں ہے، دل سودائے عقل
عالمِ کون و مکاں ساجد ہے یہ مسجود ہے　　یہ جہاں میں سومناتِ عقل کا محمود ہے

یہ مئے دیرینہ لیکن اس کی مینا میں نہیں
شورشِ یارب سے خالی اسکی راتیں رہ گئیں

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

مرتبہ شمشاد کا اپنے نہ سمجھا ارجمند — دوسروں کے سرو کو اس واسطے سمجھا بلند
مثلِ نے اپنی خودی سے آپ کو خالی کیا — اس لئے تو غیر کی آواز پر مرنے لگا
اے گدا کیوں ریزہ چیں ہے دوسروں کے خوان ہے؟ — جنس اپنی مانگتا ہے غیر کی دکان سے!
بزمِ مسلم اور چراغِ غیر کیا اندھیر ہے! — آہ مسجد اور شرارِ دیر کیا اندھیر ہے!
رم کیا جس وقت آہو نے سوادِ کعبہ سے — چیر ڈالا اس کا پہلو ناوکِ صیاد نے
بو نہیں تو گل بھی اجزائے پریشاں ہو گیا — بھاگنے والے خودی سے پھر خودی میں لوٹ آ
اے امینِ حکمتِ قرآں ذرا ہشیار ہو — پھر خدارا ڈھونڈ اپنی وحدتِ گم کردہ کو
تھا ہمارا پاسباں دنیا میں ملّت کا حصار — ہو گئے کافر کہ چھوڑا ہم نے ملّت کا شعار
کیا ہوئے وہ جام و مینا ساقیِ دیرینہ کے — اور خدا جانے وہ رندانِ حجازی کیا ہوئے
اب ہمارے ہی بتوں سے یہ حرم آباد ہے — خندہ زن ہے کفر بھی اسلام پر فریاد ہے!
شیخ نے ہارا بتوں کے عشق میں اسلام آہ! — ہاتھ میں تسبیح اور زنّاریِ اصنام آہ!
مو سفیدی کی کرامت ہی سے بن بیٹھے ہیں پیر — یوں گلی کوچوں میں ہیں وہ سخرۂ برنا و پیر

allurdubooks.blogspot.com

دل کہ نقشِ لا الٰہ سے یک قلم بیگانہ ہے
یہ ہوس کے نو بنو اصنام کا بت خانہ ہے

جس کے لمبے بال ہیں لبیں بڑی ہیں وہی اب خرقہ پوش
کس قیامت کے ہیں سوداگرانِ دیں فروش

کرتے پھرتے ہیں مریدوں کو لئے ہردم سفر
اور ضروریاتِ ملّت سے ہیں یکسر بے خبر

مثلِ نرگس ان کی آنکھیں نور سے محروم ہیں
اور سینے دل سے، اور دل شور سے محروم ہیں

واعظِ ناداں کو بتخانے کا سودا ہوگیا
مفتیِ ملّت نے اسکے حق میں فتویٰ دیدیا

اب بتاؤ اے ہمارے دوستو! ہم کیا کریں
حیف ہمارے پیر ہی رُخ سوئے میخانہ کریں

allurdubooks.blogspot.com

اَلوَقتُ سَیفٌ

عنبر آگیں ہو الٰہی خاکِ پاکِ شافعیؒ
اک جہاں ہے سرخوشِ صہبائے تاکِ شافعیؒ

عرش سے لایا ہے تارے توڑ کر فکرِ رسا
وقت کو تعبیر جس نے تیغِ بُرّاں سے کیا

مجھ سے کیا تعریف ہوسکتی ہے اس تلوار کی
اس کی آب و تاب ہے سرمایہ دارِ زندگی

اس کے مالک کو نہیں اندیشۂ بیم و رجا ہاتھ اس کا ہے ید بیضا سے بھی روشن سوا

سنگِ خارا سے رواں چشمے ہوں اسکی ضرب سے وہ اگر چاہے تو دریا ایک دم صحرا بنے

حضرتِ موسیٰؑ کے قبضے میں یہی شمشیر تھی معنی تقدیرِ خالقِ جن کی ہر تدبیر تھی

چاک اس نے سینۂ دریائے احمر کر دیا اک سمندر خشک مثلِ خاک ہو کر رہ گیا

پنجۂ حیدرؓ کہ جو مشہور خیبر گیر تھا جانتے ہیں سب کہ مالک تھا اسی شمشیر کا

گردشِ گردونِ گرداں دیدنی ہے اے عزیز! انقلابِ روز و شب تیرے سمجھنے کی ہے چیز

کیوں اسیرِ دوش و فردا ہو گیا انساں ہے دیکھ! تیرے دل میں بھی نرالا اک جہاں پنہاں ہے دیکھ

allurdubooks.blogspot.com

اپنے آب و گِل میں تو نے تخمِ ظلمت بو دیا آہ ظالم وقت پر تو نے گماں خط کا کیا

لے کے اپنے ہاتھ میں پیمانۂ لیل و نہار فکر تیرا ناپتا رہتا ہے طولِ روزگار

رشتۂ اوقات کو تو نے کیا زنارِ دوش عشق میں اصنامِ باطل کے گنوائے اپنے ہوش

کیمیا تھا تو، مگر اک تودۂ گِل ہو گیا سرِّ حق پیدا ہوا تھا، حرفِ باطل ہو گیا

تو مسلماں ہے تو بس اب توڑ اس زنّار کو اور ضیائے شمعِ بزمِ ملتِ احرار ہو

تو نے سمجھا ہی نہیں نادان معنیٔ وقت ہے   کیسے واقف ہو حیاتِ جاوداں کے راز سے؟

روز و شب کی قید میں سمجھے گا کیا اندازِ وقت   لِی مَعَ اللہ سے سمجھ گر ہے سمجھنا رازِ وقت

ایں و آں پیدا ہوئے ہیں وقت کی رفتار سے   زندگی خود راز ہے اک وقت کے اسرار سے

اور اصلِ وقت یہ خورشید ہو سکتا نہیں   وقت ہے جاوید، یہ جاوید ہو سکتا نہیں

عیش اور غم، عید اور عاشورہ کیا ہے؟ وقت ہے،   اور یہ تابِ مہ و خورشید کیا ہے؟ وقت ہے

وقت کو مثلِ مکاں تو نے جو سمجھا حیف ہے!   اور پھر یہ امتیازِ دوش و فردا حیف ہے!

ایک مثلِ بو، کیا رم تو نے اپنے باغ سے   آپ ہی زنداں بنایا آہ!! اپنے واسطے

Faraz Akram

وقت اپنا۔ ہے نہ جس کی ابتدا و انتہا   جو ہمارے ہی ضمیروں کے خیاباں سے اُگا

زندہ ہو جاتا ہے اس کی معرفت سے زندہ تر   کیسا زندہ؟ جس کی ہستی صبح سے تابندہ تر

زندگی ہے یہ زمانہ اور زمانہ زندگی

اس پہ شاہد لَاتَسُبُّوا الدَّھر فرمانِ نبیؐ

تجھ سے کرتا ہوں بیاں اک نکتہ روشن مثلِ دُر   تا تجھے معلوم ہو جائے تمیزِ عبد و حُر

عبد کو کر لیتے ہیں گم آپ میں لیل و نہار
اور حُر کے دل میں ہو جاتا ہے گم یہ روزگار

مشغلہ ہے عبد کا ، بننا کفن ایام کا!
اور روز و شب کی چادر اپنے اوپر تانتا

اور حُر اس آب و گِل کے دام میں پھنستا نہیں
بلکہ چھا جاتا ہے وہ کون و مکاں پر بالیقیں

عبد طائر کی طرح محبوس دامِ صبح و شام
لذتِ پرواز اس کی جان پر یکسر حرام

اور دیکھو سینۂ آزادہ چاک نفس
طائرِ ایام جس میں بند ہے ، ایسا قفس

عبد کی فطرت کا حاصل دیکھئے تو کچھ نہیں
وارداتِ نو بنو سے بے خبر ، زار و حزیں

ایک ہے اس کا گرانباری سے ہر لحظہ مقام
ایک حالت پر ہیں اس کے نالہ ہائے صبح و شام

کام ہے حُر کا مگر نو آفرینی دم بدم!
تازہ نغموں کا ہمیشہ حامل اس کا زیر و بم

اس کی فطرت بے نیازِ زحمتِ تکرار ہے
راستہ کب اس کا مثلِ حلقۂ پرکار ہے!

عبد کے حق میں زمانہ پاؤں کی زنجیر ہے
اور زباں پر اس کی ہر دم شکوۂ تقدیر ہے

مردِ حُر کی ہمتِ عالی قضا کی رازدار
اس کے ایما سے ہیں گویا حادثاتِ روزگار

ماضی و آئندہ اس کے حال میں موجود ہیں
دیر کتنے ہوں مگر اس کے لئے سب زود ہیں

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

یہ سخن میرا مگر صوت و صدا سے پاک ہے — بے خبر اس جا خرد عاجز یہاں ادراک ہے

حرف کا رونا کہ ہے معنی کے آگے شرمسار — شکوۂ معنی کہ ہے کب حرف اس کو سازگار

معنیِ زندہ جب آیا حرف میں مردہ ہوا — شعلہ اس کا سانس کی ٹھنڈک سے افسردہ ہوا

تیرا دل ہے رازدارِ نکتۂ غیب و حضور — تیرا دل گنجینۂ اسرارِ ایام و مرور

نغمۂ خاموش رکھتا ہے جہاں میں سازِ وقت
غوطہ زن ہو دل میں مل جائے گا تجھ کو رازِ وقت

allurdubooks.blogspot.com
Fayaz Akram

یاد ہیں ہم کو ابھی وہ دن کہ تیغِ روزگار — تھی ہماری قوتِ بازو کی یارِ سازگار

ہم نے بویا تھا دلوں کی سرزمیں میں تخمِ دیں — چہرۂ حق سے اٹھایا پردہ ہم نے بالیقیں

عقدۂ عالم کیا حل ناخنِ تدبیر سے — کھول دی قسمت جہاں کی نعرۂ تکبیر سے

بادۂ گلگوں خمِ حق سے پیا جی کھول کر — اور پرانے میکدوں کو کر دیا زیر و زبر

ایک آبِ صہبائے دیرینہ تری مینا میں ہے — شیشہ بھی پانی ہو وہ گرمی تری صہبا میں ہے

کس لیے اس درجہ تجھ کو نخوت و پندار ہے — کس لیے ہے طعنہ زن مسلم! اگر نادار ہے

زیبِ محفل تھا ہمارا جام بھی اے بے خبر!
ہم بھی رکھتے تھے کبھی پہلو میں دل تو یاد کر!

عصرِ نَو جو سینکڑوں جلووں سے ہے آراستہ
یہ ہمارے ہی غبارِ راہ سے پیدا ہوا

کشت زارِ حق کو سینچا ہم نے اپنے خون سے
ہے جہاں ممنون ہماری حق نمائی کے لئے

ہم نے ہی یوں صاحبِ تکبیر عالم کو کیا
خاک سے اپنی رکھی ہم نے ہی کعبوں کی بِنا

حرفِ اقراء حق تعالیٰ نے سکھایا تھا ہمیں
اور اپنے رزق کا قاسم بنایا تھا ہمیں

چھن گیا ہاتھوں سے اپنے آج گو تاج و نگیں
یہ گدا تیری حقارت کے مگر شایاں نہیں

تیری نظروں میں زیاں اندیش ہیں بیکار ہیں
بے سر و ساماں ندامت آشنا و خوار ہیں

ہم کو حاصل ہے مگر وہ اعتبارِ لا الٰہ
کائناتِ ہر دو عالم رکھتے ہیں زیرِ نگاہ

واسطہ اب کیا غمِ امروز و فردا سے رہا؟
ہم نے باندھا ہے کسی کے ساتھ پیمانِ وفا

سینۂ عالم میں ہیں ہم سرِّ مکنونِ خدا
وارثِ موسیٰؑ و ہارونؑ ہم کو خالق نے کیا

چاند اور سورج میں ہے اب بھی ہماری آب و تاب
اب بھی رکھتا ہے ہزاروں بجلیاں اپنا سحاب

ذات ہے اپنی جہاں میں ذاتِ حق کا آئینہ
ہستیٔ مسلم ہے اک آیاتِ حق کا آئینہ

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

دُعا

اے دل و جانِ وجودِ عالمِ امکاں ہے تو
ہم سے کیوں بیزار ہے آخر ہماری جاں ہے تو

نغمہ پرور فیض سے تیرے ربابِ زندگی
موت تیرے راستے میں کامیابِ زندگی

پھر خدارا آ کے تسکینِ دلِ ناشاد کر
یعنی پھر سینوں کو اپنے عشق سے آباد کر

چھین لے پھر ہم سے اس سودائے ننگ و نام کو
پختگی کر دے عطا پھر عاشقانِ خام کو

شکوہ ہم رکھتے ہیں اپنے بختِ نافرجام سے
ہے کمند اپنی بہت کوتاہ تیری بام سے

کیوں چھپاتا ہے تہی دستوں سے تو اپنا جمال
کر عنایت ہم کو ارزاں عشقِ سلمانؓ و بلالؓ

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

چشمِ بیخواب و دلِ بیتاب ہم کو بخش دے
پھر ہماری فطرتِ سیماب ہم کو بخش دے

ہم کو دکھلا دے الٰہی! پھر وہ آیاتِ مبیں
سامنے ہو منظرِ "اَعناقِ اَعدا خاضعین"

کوہِ آتش خیز کر دے پھر ہماری کاہ کو
پھر جلا دیں ہم اسی آتش میں غیر اللہ کو

چھوڑ دیں وحدت کی راہیں جب ہماری قوم نے
رشتۂ مقصود میں عقدے ہزاروں پڑ گئے

اب ستاروں کی طرح ہم ہیں پریشاں سر بسر
اصل میں سب ایک اور بیگانہ ہیں باہمدگر

پھر اوراقِ پریشاں کا وہی شیرازہ ہو! ‏ ‏ ‏ پھر وہی دنیا میں آئینِ محبت تازہ ہو!

ہم سے جو خدمت کبھی لی تھی خدارا پھر بھی لے ‏ ‏ ‏ یعنی اپنا کام اپنے عاشقوں کو سونپ دے

راہرو ہیں ان کو پہونچا منزلِ تسلیم پر ‏ ‏ ‏ پھر عطا ان کو وہی ایمانِ ابراہیمؑ کر

اور لاؔ کے شغل سے آگاہ کر دے عشق کو

آشنائے رمزِ الّا اللہ کر دے عشق کو

میں کہ اوروں کے لیے جلتا ہوں یارب شمع سا ‏ ‏ ‏ اور سکھاتا ہوں طریقِ گریہ و آہ و فغاں

مجھکو وہ آنسو عطا کر دے جو دل افروز ہوں ‏ ‏ ‏ بے قرار و بے سکوں، بیتاب و راحت سوز ہوں

باغ میں پودوں میں انکے اور پیدا آگ ہو ‏ ‏ ‏ آگ دھو ڈالے قبائے لالہ سے جو داغ کو

دوش کی جانب ہے دل، آنکھیں سوئے فردا لگیں ‏ ‏ ‏ اس طرح ہوں درمیانِ انجمن تنہا نشیں

"ہر کسے از ظنِ خود شد یارِ من ‏ ‏ ‏ از درونِ من نجست اسرارِ من"[1]

آہ دُنیا میں نہیں ملتا کوئی اپنا ندیم ‏ ‏ ‏ نخلِ سینا ہوں مگر پیدا نہیں میرا کلیم!

کیسا ظالم ہوں کہ میں خود پر جفا کر تا رہا! ‏ ‏ ‏ آگ کے شعلے کو اپنی گود میں پالا کیا!

---

[1] ترجمہ۔ جس کو دیکھو، ہے گماں سے اپنے، میرا ہم نشیں ‏ ‏ ‏ حیف! لیکن کوئی میرے راز کا جویا نہیں

آگ بھی کیسی جو ہے غارت گرِ سامانِ ہوش / آج ہے شعلہ اسی کا اور مرا دامانِ ہوش

عقل کو جس نے جنوں کا راستہ بتلا دیا / علم کا جس نے متاعِ زندگی غارت کیا

ہو گیا خورشید جس کے سوز سے گردوں مقام / بجلیوں کا طوف ہیں جس کے ہمیشہ اژدہام

پہلے شبنم کی طرح میں دیدۂ گریاں ہوا / بعد مدت پھر امین آتش پنہاں ہوا

میں نے بزمِ شمع کو سوزِ عیاں سکھلا دیا / خود مگر دنیا کی نظروں سے نہاں جلتا رہا

ہو گیا آخر مرا ہر موئے تن آتش فشاں / اور رگِ اندیشہ سے ہونے لگے شعلے عیاں

میرا بلبل دانہ چینِ خرمنِ آتش ہوا / اس نے پھر آتش مزاج اک نغمہ پیدا کر دیا

عہدِ حاضر میں ہے سب کچھ ایک دل پیدا نہیں / مضطرب مجنوں کہ محمل ہے مگر لیلیٰ نہیں!

اس طرح تنہا تڑپنا شمع کو آساں نہیں / آہ! اک پروانہ دنیا میں مرے شایاں نہیں

کب تلک کرتا رہوں میں انتظارِ غمگسار؟ / کب تلک کرتا رہوں میں جستجوئے رازدار؟

اے رُخِ روشن سے تیرے ماہ و انجم کو ضیا! / چھین لے مجھ سے مجھے کیوں تو نے یہ شعلہ دیا

باز آیا اس سے میں اپنی امانت کو سنبھال / خارِ جوہر کو مرے آئینۂ دل سے نکال

یا مجھے للہ کوئی ہمدم دیرینہ دے
مجھ کو میرے عشق عالم سوز کا آئینہ دے

موج کو دیکھو تو ہے دریا میں ہم پہلوئے موج
موج سے مل کر محبت میں تڑپنا خوئے موج

آسماں پر ہے ستارے کا ستارہ ہمنشیں
رات کے زانو پہ رہتا ہے سرِ ماہِ مبین

دیکھئے دن کو تو ہے وہ رات کا پہلو نشیں
اور فردا کے سبب امروز بھی تنہا نہیں

نہر کو دیکھا ہے اکثر نہر میں ہوتے فنا
بو، میں گُم دیکھی ہے ہوتے موجۂ بادِ صبا

زندگی کا ہے مزا مستوں کو پیمانے کے ساتھ
رقص کرتا ہے ہر اک دیوانہ دیوانے کے ساتھ

تو، کہ اپنی ذات میں یکتا ہے بیچوں وچرا
تو نے بھی عالم کو اپنے واسطے پیدا کیا

allurdubooks.blogspot.com
Faraz Akram

آہ! دنیا میں مثالِ لالۂ صحرا ہوں میں
اس بھری محفل میں یعنی بیکس و تنہا ہوں میں

دے مجھے بھی کوئی ہمدم اے مرے پروردگار
جو مرے آئینہ دل کا بنے آئینہ دار

وہ مرا ہمدم مگر دیوانۂ فرزانہ ہو
جو خیال ایں و آں سے یک قلم بیگانہ ہو

تا کہ اس کی جاں کو اپنی بوئے وحشت سونپ دوں
اس کے دل کے آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ لوں

اپنی مٹی سے بناؤں پیکر اس محبوب کا
خود صنم اس کا بنوں خود ہی برہمن با وفا